قال النبي ﷺ :

(صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)

نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو

[صحیح بخاری: ٦٠٠٨]

آسان نمازِ نبوی

مُدلّل

دوسرا ایڈیشن

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو رسلان شمیم احمد عبدالحکیم الفوزی السنابلی المدنی

(صدر مرکز " ندوۃ الصفۃ " ممبئی)

ناشر شعبۂ نشر و اشاعت مرکز " ندوۃ الصفۃ "، ممبئی، الھند

قال النبي ﷺ:

(صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ)

نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو

[صحیح بخاری: ۶۰۰۸]

آسان نماز نبوی

مُدلل

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابو رسلان شمیم احمد عبد الحکیم الفوزی السنابلی المدنی

(صدر مرکز "ندوۃ الصفۃ" ممبئی)

تحقیق و تخریج

فضیلۃ الشیخ عبد الرحیم عبد الکریم الرحمانی المدنی

(داعی و باحث مرکز "ندوۃ الصفۃ" ممبئی)

تقدیم

فضیلۃ الشیخ عبد الحکیم عبد المعبود المدنی

(استاذ جامعہ رحمانیہ، کاندیولی)

تقریظ

فضیلۃ الشیخ نثار احمد محمد مستقیم السنابلی المدنی

(شیخ الجامعہ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

مراجعہ و نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ دکتور عبید الرحمن محمد حنیف المدنی

(صدر مرکز امام بخاری، تلولی)

فضیلۃ الشیخ عبد البر حقیق اللہ المدنی

(استاذ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی)

فضیلۃ الشیخ عبد الشکور عبد الحق السنابلی المدنی

(داعی و باحث اسلامک انفار میشن سینٹر، ممبئی)

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت مرکز "ندوۃ الصفۃ"، ممبئی، الهند

نام کتاب	:	آسان نماز نبوی مدلل
مؤلف	:	ابورسلان شمیم احمد الفوزی السنابلی المدنی
تحقیق و تخریج	:	عبدالرحیم عبدالکریم الرحمانی المدنی
تقدیم	:	عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی
تقریظ	:	نثار احمد محمد مستقیم السنابلی المدنی
ڈیزائننگ	:	مدثر رحمانی
صفحات	:	112
ایڈیشن	:	اول
اشاعت	:	ربیع الاول 1445ھ مطابق اکتوبر 2023ء
تعداد	:	دو ہزار (2000)
ناشر	:	مرکز "ندوۃ الصفۃ" ممبئی

ملنے کا پتہ

دفتر مرکز ندوۃ الصفۃ، روڈ نمبر 12، مقابل نیو بس ڈپو، بیگن واڑی، گوونڈی، ممبئی-400043

 Email id : sewa4peace@gmail.com

 Mobile No. +91 8454964639

فہرست

تقدیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین وبعد!

زیر نظر "کتاب آسان نماز نبوی" احکام و مسائل کے باب میں ایک مفید و مختصر تالیف ہے جسے نونہالان ملت اسلامیہ کو دینی مسائل سے آگاہ کرنے اور نماز و صلاۃ کے شرعی احکام سے واقف کرانے کے لئے جماعت کے معروف عالم دین اور صاحب طرز خطیب برادر مکرم شیخ شمیم فوزی مدنی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے زمانے کی رفتار اور طلباء و عوام الناس کی ضرورت کے پیش نظر زبان انتہائی آسان اور موضوعات بے حد مختصر اور سلیس انداز میں رکھے گئے ہیں تاکہ دین کے اہم ستون نماز کے احکام و مسائل سے نسل نو کو بحسن وخوبی آگاہ کیا جاسکے اور مدارس و مکاتب میں اسے بطور نصاب پڑھایا بھی جاسکے ، شیخ محترم کی یہ کاوش انتہائی قابل ستائش اور لائق تحسین ہے ، خاص طور پر دلائل صیحہ کی روشنی میں مسائل کی تنقیح کے ساتھ اہل علم واصحاب فقہ کے راجح اور مستند اقوال کو بالاختصار زیب قرطاس کرکے آں موصوف نے کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے آسان، مفید اور جامع بنادیا ہے اوراس طرح نماز جیسے اہم ترین باب میں فقہی موشگافیوں اور مذہبی جمود و تقلید کے ہجوم میں یہ کتاب نسل نو کے لئے بہترین زادراہ اور روشنی کی حسین کرن کے ساتھ مدارس اور اسکول کے بچے

بچیوں کے لئے ایک عمدہ اور قابل قدر تصنیف بن گئی ہے ، جس پر شیخ موصوف کی جتنی بھی ستائش کی جائے وہ کم ہے۔

اللہ کرے تصنیف و تالیف کا یہ حسین سلسلہ جاری رہے اور یہ آسان کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آئے اور ملت کو ہر قدم پر شیخ اور آپ جیسے مُخلص و غیور اہل علم سے فیض پہونچتا رہے۔

بارک اللہ فیکم و جعلکم مبارکین اینما کنتم و نفع بکم الاسلام و المسلمین و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ و سلم تسلیما کثیرا

ابو المظفر عبد الحکیم عبد المعبود المدنی
استاذ حدیث جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی
امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث، پال گھر

تقریظ

تصنیف و تالیف ، تحقیق و تدقیق،انشاء پردازی و ترجمہ نگاری ایک ایسا وسیع و عریض میدان ہے جس میں علمی قافلہ اور قلمی کارواں ہر زمانے اور ہر دور میں محو سفر رہاہے،یہ بحر ناپیدا کنار ہے جس میں اولوالعزم دانشمندان کو قدرت آگے بڑھنے کاراستہ دیتی ہے،علم کا یہ سفر کبھی رکا نہیں ہے،فکر کا یہ تلاطم کبھی تھما نہیں ہے، ہر موضوع پر داد تحقیق دی جاتی رہے گی ،ہر عنوان پر مشق قلم جاری رہے گا،جس موضوع پر جس قدر موئے قلم کند کی جائے گی،وہ موضوع اسی کے مطابق منقح اور مصفی ہوتا جائے گا،کوئی بھی کتاب حرف آخر نہیں ہوتی،کوئی بھی تصنیف کسی موضوع کا خاتم نہیں ہوتی،مسئلے کا ایک نیازاویہ اور موضوع کا ایک نیااسلوب بھی نئ تصنیف کا متقاضی ہوتاہے یہ کہنا کہ اس موضوع پر کافی کچھ لکھا جاچکاہے،اس عنوان پر پہلے سے ایک گرانقدر علمی سرمایہ موجود ہے معقول بات نہیں ہے،دنیامیں کوئی بھی علمی تخلیق کامل نہیں ہوتی، گزشتہ علمی تاریخ کی الماریوں کو کھنگالئے، کتابوں کے خانوں کو الٹ پلٹ کر دیکھئے،ایک ایک موضوع پر الگ الگ مُصنفین کی سیکڑوں کتابیں نظر آئیں گی،ایک ہی مسئلے پر انگنت صفحات مخطوطات کی شکل میں دیمک کی خوراک بن رہی ہونگی،ایسااس لیے ہیکہ ہر مصنف ایک نئ نفسیات اورایک نئے خاکے

کی روشنی میں اس قدیم موضوع کو برتنا چاہتا ہے، ایک الگ پیغام کے ساتھ اس موضوع کو سامنے لانا چاہتا ہے، ہر نئی تصنیف لوگوں میں ایک نیا جوش بھر دیتی ہے، ایک نئی امنگ بیدار کر دیتی ہے، ایک نئی تحریک چلادیتی ہے، حرکت و عمل کے مردہ رگوں میں روح پھونک دیتی ہے، بس ضرورت زندہ دل اور باذوق قارئین کی ہوتی ہے۔

موضوع جس قدر اعلی وارفع ہوگا، وہ اسی قدر توجہ کا مستحق ہوگا، توحید کے بعد نماز انتہائی مہتم بالشان موضوع ہے، اس کے دینی پس منظر کا سرسری مطالعہ کیا جائے تو یقیناً اس موضوع پر جتنی بھی خامہ فرسائی کی گئی کم ہے، جس قدر صفحات سیاہ کیے جائیں وہ "ھَلْ مِن مَزِید" کا تقاضا کریں گے، کیونکہ یہ دین کا اہم ستون ہے جس نے اسے قائم کیا، اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ترک کر دیا اس نے دین کی عمارت کو ڈھادیا۔ یہ ایک ایسا پاک چشمہ ہے جس کا ایک ایک قطرۂ آب نمازی کے گناہوں کو بہادیتا ہے۔ کلمہ توحید کے اقرار کے بعد سب سے پہلے جو فریضہ انسان پر عائد ہوتا ہے وہ نماز ہی ہے۔ یہی کفر و ایمان کے درمیان حد فاصل ہے۔ یہ سفر معراج کی سوغات یعنی یہ پانچ وقت بمنزلۂ پچاس اوقات ہے، یہ اگر عملی زندگی میں دین و شرع کی جملہ خصوصیات سے متصف ہوجائے تو پورا معاشرہ جنّت نظیر بن جائے، دور دور تک گناہ کا سایہ بھی نظر نہ آئے، صحابہ

کرام میں غیر معمولی اخلاقی انقلاب نماز کی برکت سے تھا،اس کی مزید برکتوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے سلف کی زندگیوں پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے،

جہاں صلاۃ کی اسقدر اہمیت ہے وہیں مُسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ارکان اسلام میں جس رکن کا سب سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیے مُسلم قوم اسی قدر اسے ضائع کرنے میں لگی ہے، حالانکہ یہ ایسا فریضہ ہے جو ایک عاقل وبالغ سے ہر حال میں حسب استطاعت مطلوب ہے لیکن کوئی شوقیہ طور پر کبھی حاضر ہوجاتا ہے،کوئی ہفتہ میں بلاناغہ جمعہ کی حاضری کو اپنی دینی بقاء کیلئے کافی سمجھتا ہے، جبکہ کچھ رمضان کی پابندی کو پورے سال کا کفارہ سمجھتے ہیں اور کچھ صرف عیدین میں شرکت کو اپنے ایمان کی دلیل گمان کرتے ہیں، بمشکل تمام جو حاضر ہوتے بھی ہیں،ان کی اکثریت قومہ، قعدہ،قیام ورکوع، تشہد وسجدہ اور صلاۃ کے دیگر ھئیات وکیفیات میں جہالت، تعصب، تقلید اور رسم ورواج کی بنیاد پر اپنی عبادتوں کو ضائع کررہے ہیں حالانکہ جملہ عبادات میں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ ساتھ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ازحد ضروری ہے

صحابی رسول مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي "(صحیح بخاری:6008)ترجمہ: تم ویسے ہی صلاۃ ادا کرو جس طرح مجھے صلاۃ ادا کرتے ہوے دیکھتے ہو۔

اب جو واضح اور صحیح سُنت کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہر ہر مکتب فکر کا الگ الگ طریقۂ نماز مارکیٹ میں رائج ہے، مردوزن میں تفریق اور نوع بنوع کا موقف جس پر بلا صفحہ و سند بلکہ کسی مسلک و مکتب فکر کے امہات الکتب کی رہنمائی کے بغیر ایک بڑا طبقہ عامل و قائل اور اسے ولاء و براء کا مسئلہ بنائے ہوئے ہے، ان تمام پہلوؤں پر شرع کی روشنی میں نہ صرف وضاحت ہونی چاہیے بلکہ بار بار ہونی چاہیے، اللہ امت مسلمہ کے دلوں میں سُنت کی اہمیت کو جاگزیں فرمائے اور اپنی اپنی نمازوں کی حفاظت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

زیر نظر کتاب ”آسان نماز نبوی“ عروس البلاد ممبئی کے ایک معروف عالم دین فاضل مؤلف مشہور زمانہ خطیب برادر گرامی قدر فضیلۃ الشیخ شمیم احمد فوزی سنابلی مدنی / حفظہ اللہ ورعاہ کی ہے جو پیس ٹی وی کے زمانے سے دعوت کے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور اپنے علمی اور معیاری اسلوب خطابت سے ایک عرصے سے خطابت کے افق پر نظر آرہے ہیں، آپ کی دعوتی زندگی ایک زمانہ سے اپنی علمی و تحقیقی محاضرات وخطب اور مؤثر ترین بیانات پر پھیلی ہوئی ہے، ایک زمانہ آپ کے علم ومطالعہ سے مستفید ہو رہا ہے، اس کے علاوہ کئی محاذ پر آپ کی تعلیمی، دعوتی، رفاہی کاوشیں شباب پر ہیں۔ انکی یہ تصنیف انیق ہے جس میں آں محترم نے انتہائی آسان و سہل انداز میں

ہر طالب حق کے لئے کتاب وسُنت کے واضح دلائل کی روشنی میں طریقۂ صلاۃ کو پیش کیا ہے، عملی تصاویر، مُختلف فیہ مسائل میں مختصر اور محققانہ انداز میں دوٹوک فیصلے نے کتاب کی معنویت کو دوچند کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے علاوہ ازیں غلط مروجہ طریقوں پر عمدہ انداز میں ریمارک نے کتاب کے حسن کو دوبالا کردیا ہے۔ امید قوی ہے کہ عوام وخواص سے ایک خلق کثیر اس سے مستفید ہوگی اور یہ کتاب غلطیوں کی اصلاح میں مؤثر رول ادا کرے گی۔ اللہ اس تالیف کو قبول عام عطا فرمائے اور بابرکت بنائے۔ آمین۔

نثار احمد محمد مستقیم مدنی

شیخ الجامعۃ، جامعۃ التوحید، بھیونڈی، مہاراشٹرا، انڈیا

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السّلام الأتمان الأکملان علی خاتم الانبیاء وسید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے جون 2018ء میں "صفہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ایسوسی ایشن (ٹرسٹ) انڈیا، کا رجسٹریشن ہوا جس کے تحت 30/ جنوری 2019ء بروز بدھ مسجد دار الحدیث کرلا ایسٹ میں فضیلۃ الشیخ قاری نجم الحسن فیضی حفظہ اللہ کی زیر سرپرستی ایک مشتہر افتتاحی اجلاس کے ذریعہ "مرکز ندوۃ الصفہ" ممبئ کے قیام کا اعلان ہوا اور جماعت کے معتبر علماء کرام بشمول اجلاس کے مقرر خصوصی فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبد الکریم مدنی بدایونی حفظہ اللہ کی موجودگی میں عوام الناس کے روبرو مرکز کے اہداف ومقاصد بیان کیے گئے جس کے ضمن میں مختلف النوع پروگراموں کے ذریعہ نئ نسل کی صحیح اسلامی تربیت اور دین ومنہج کا صحیح تعارف بھی تھا اسی مقصد کے پیش نظر ماہ ستمبر 2019ء میں نوجوانان ملت کے لئے بطور خاص ایک تعلیمی و تربیتی کورس بنام "دورہ شرعیہ" کی شروعات ہوئی جس میں مسلم نوجوانوں کی ایک غیر معمولی تعداد نے شرکت کی ان کے حوصلے اور جذبے کو دیکھ کر ہمیں دورہ شرعیہ کا ایک سلسلہ قائم کرنا پڑا جو الحمد للہ ہنوز جاری ہے۔

زیر نظر کتاب "آسان نماز نبوی" انہیں دورات شرعیہ کی ثمرات وبرکات میں سے ایک ہے جس کی مختصر روداد یہ ہے کہ طلبۂ دورہ شرعیہ جو عموماً ماڈرن اسکولز اور کالجز کے خوشہ چیں ہیں اور کچھ تجارت و ملازمت سے وابستہ مستفیدین کی یہ طَلَب اور چاہت تھی کہ نماز جیسے اہم ترین موضوع پر مختصر آسان اور عام فہم زبان میں ایک ایسی کتاب ہونی چاہئے جو صحیح و مَسنُون طریقۂ نماز کے ساتھ نماز کی دعاؤں پر بھی مشتمل ہو تا کہ عوام وخواص سب کے لئے قابل استفادہ رہے، بس اسی مقصد کے پیش نظر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے جسے اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں شائع کیا جارہا ہے تاکہ اردو اور انگلش دونوں میڈیم کے طلبہ اور عوام فائدہ اٹھا سکیں اور اس عظیم عبادت کو سُنت رسول کے مطابق ادا کر سکیں۔

کتاب کی ترتیب وتنسیق

کسی بھی کتاب کی بہتر ترتیب و تنسیق اس کے فائدے کی غماز ہوتی ہے خاص طور پر جب اس کا اسلوب و انداز عام فہم اور سلیس ہو تو پھر افادیت میں چار چاند لگ جاتے ہیں اسی کے پیش نظر اس کتاب میں ہر مسئلے کا ایک عام فہم عنوان (ہیڈنگ) قائم کیا گیا ہے جس کے تحت اس مسئلے کے ثابت شدہ یا پھر راجح پہلو کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے دلائل کتاب و سُنت سے واضح اور مبرہن کرنے کی

کوشش کی گئی ہے نصوص کو ترجمہ کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اس کے مفہوم و مدلول پر "فائدہ" کے نام سے روشنی ڈالی گئی ہے اور دلائل ذکر کرتے ہوئے حوالہ جات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اس طور پر کہ قرآنی آیت کے ساتھ سورت کا نام اور آیت نمبر ذکر کیا گیا ہے اور احادیث کے ضمن میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ حدیث کا عربی متن ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ مخرج حدیث مثلا: بخاری یا مُسلم کے لئے (رواہ البخاری) یا (رواہ مُسلم) کہہ کر وضاحت کردی گئی ہے تاہم روایت اگر صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث کی ہے تو مخرج حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے صحیح یا ضَعیف ہونے کا حکم بھی واضح کیا گیا ہے نیز حدیث کا ترجمہ لکھنے کے بعد حدیث نمبر بھی بیان کردیا گیا ہے تاکہ عوام و خواص سب کے لئے رجوع کرنا آسان ہو البتہ "فائدہ" کے ضمن میں جو احادیث آئی ہیں طوالت سے بچتے ہوئے ان کا عربی متن نہ ذکر کرکے صرف ترجمہ اور حدیث نمبر پر اکتفا کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں نماز کے مختلف اجزاء کو فرداً فرداً ترتیب کے ساتھ بیان کرتے ہوئے ان میں پڑھی جانے والی ماثور دعاؤں کو ترجمہ کے ساتھ ذکر گیا گیا ہے تاکہ قارئین کے لئے ان کا معنی و مفہوم بھی واضح ہوجائے۔

بعض وہ مسائل نماز جہاں صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے محض مسلک و مشرب کی بنیاد پر لوگ سُنت سے دور دکھائی دے رہے ہیں وہاں پر دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے افراد امت کو اختلاف سے نکلنے اور عمل بالحدیث کی راہ پر گامزن ہونے کی دعوت دی گئی ہے تاہم وہ مسائل جن میں اختلاف محض اجتہادی ہے تو ہم نے وہاں پر منہج سلف کی پیروی کو اپنا شعار بنایا ہے اور اقوال سلف کی روشنی میں اس اختلاف کو حل کرنے یا پھر تطبیق یا ترجیح کی ممکنہ صورت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس مختصر کتاب میں نماز کو تکبیر سے تسلیم تک ادا کرنے کا مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے اسی طرح طہارت اور وضو کے چند ضروری مسائل بھی ذکر کئے گئے ہیں اور اختتامی سطور میں سجدۂ سہو کب اور کیسے کیا جائے اسے بھی قلمبند کیا گیا ہے تاکہ نماز میں سہواً کسی کمی یا اضافے کے وقت نمازی کے لئے تلافی و تدارک کی صورت واضح رہے۔

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں جس نے مسائل نماز سے متعلق اس مجموعے کو ترتیب دینے اور اسے مدلل کتابی شکل میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی بعدہ اس کتاب کی تکمیل میں جن احباب واخوان نے میرے ساتھ

تعاون کیا اور رہنمائی فرمائی، میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں، خصوصا:

1۔ برادر مکرم مُخلص دیرینہ فضیلۃ الشیخ عبد الرحیم رحمانی مدنی حفظہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے حدیثی نصوص کی نہ صرف تحقیق و تخریج کی بلکہ اس کتاب کے ایک ایک حرف کو از اول تا آخر اپنی ٹیکنولوجیکل صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے کمپوزنگ اور کلرنگ کے مرحلے سے گذارا اور قارئین و مستفیدین کے لئے نہایت خوب رو، دیدہ زیب اور پرکشش بنایا۔

2۔ فضیلۃ الشیخ دکتور عبید الرحمن مُحمد حنیف مدنی حفظہ اللہ (صدر مرکز امام بخاری تلولی) جنہوں نے اپنی دعوتی تعلیمی، سماجی اور اداری مصروفیات کے باوجود اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا اور اپنی قیمتی توجیہات اور مفید مشوروں سے نوازا، اللہ شیخ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

3۔ فضیلۃ الشیخ عبد الحکیم عبد المعبود المدنی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی و امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث پالگھر) جنہوں نے اپنی تعلیمی، تصنیفی اور اداری گوناگوں مشاغل کے علی الرغم اس کتاب پر نظر ثانی کی اور بصورت تحریر اپنے قیمتی تاثرات و کلمات سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

4۔ فضیلۃ الشیخ نثار احمد محمد مستقیم سنابلی مدنی حفظہ اللہ (شیخ الجامعہ جامعۃ التوحید، بھیونڈی تھانہ) جنھوں نے اپنے انتہائی قیمتی اوقات اور اپنی دعوتی، تصنیفی، تدریسی، اداری اور علمی و تحقیقی مشاغل سے فرصت نکال کر اس کتاب پر بہترین تقریظ لکھی اور ہمیں اپنے انتہائی مفید مشورہ جات اور قیمتی تجاویز وآراء سے نوازا جو میری حوصلہ افزائی کا باعث بنیں۔

5۔ فضیلہ الشیخ عبدالبر حقیق اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی) جنھوں نے اپنی مختلف النوع مصروفیات کے باوجود اس کتاب کا بنظر غایر مراجعہ کیا اور کتاب کے اہم ترین مسائل میں ہمیں اپنی گراں قدر توجیہات اور بصیرت افروز مشوروں سے نوازا۔

6۔ فضیلۃ الشیخ عبدالشکور عبدالحق سنابلی مدنی حفظہ اللہ (داعی و باحث اسلامک انفارمیشن سینٹر، ممبئی) جو ہمارے ہم سبق ساتھی اور مسابق ہونے کے علی الرغم ایک مخلص دوست بھی ہیں آپ نے اپنے قیمتی وقت اور دعوتی مشاغل سے فرصت نکال کر اس کتاب پر نظر ثانی کی اور اپنی علمی توجیہات اور برادرانہ مشوروں سے میری حوصلہ افزائی کی۔

علاوہ ازیں میں ان تمام احباب و اخوان کا مشکور ہوں جنہوں نے کتاب کے تکمیلی و طباعتی مراحل میں ہمارا ساتھ دیا اور اسے منظر عام پر لانے کا حوصلہ دیتے رہے اللہ ان سب کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

اس کتاب میں اگر کچھ خوبیاں ہیں تو ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ یہ محض اسی کی جانب سے ہیں اور اگر خامیاں ہیں تو یہ صرف میری علمی کم مائیگی اور بے بساطی کا مظہر ہیں مجھے اصلاح کا موقعہ ملنا چاہیئے، آپ کے برادرانہ مشورے اور علمی نقد و تبصرے کا ہمیشہ استقبال رہے گا۔

دعا گو ہوں کہ رب ذو الجلال اس کتاب کو میری، میرے والدین، رفقاء سفر اور میرے اساتذہ و مشائخ کی بخشش کا ذریعہ بنائے ہمارے اعمال میں اخلاص ودیعت فرمائے، ہمیں خدمت دین کے مزید مواقع فراہم کرے جو ہماری اخروی نجات اور بلندی درجات کا باعث بن سکیں۔

ابو رسلان شمیم احمد عبد الحکیم الفوزی السنابلی المدنی

صدر مرکز ندوۃ الصفہ، ممبئی

طہارت کا اہتمام

❁ **طہارت کا مفہوم:** طہارت سے مراد نجاست و گندگی سے پاکی حاصل کرنا خواہ وہ نجاست حقیقی ہو جیسے: پیشاب و پاخانہ وغیرہ یا حکمی ہو جیسے: جنابت، حیض و نفاس یا بے وضو ہونا وغیرہ ، مذکورہ تمام چیزوں سے پاکی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں اور یہ نماز سے پہلے ضروری ہے۔ کیونکہ پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ“

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم:224)

❁ **ذریعۂ طہارت:**

1۔ پاک پانی: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾

”اور وہ تم پر آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کر دے۔“ (سورۃ الانفال:11)

2۔ پاک مٹی: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

”جب پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ (سورۃ النساء:43)

فائدہ مٹی سے پاکی اس وقت حاصل کی جائے گی جب پانی نہ ملے یا پانی موجود ہو لیکن پانی کا استعمال کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہو۔

وضو کا حکم: اللہ کا فرمان ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

"اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولیا کرو اور سر کا مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک پاؤں (دھولیا کرو)" (سورۃ المائدۃ:6)

وضو کا نبوی طریقہ

نماز کی صحت کے لئے باوضو ہونا شرط ہے فرمان رسول ہے کہ "تم میں سے جب کوئی بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کرلے۔" (صحیح مسلم:225) تو آیئے وضو کا نبوی طریقہ کیا ہے جانتے ہیں!

- وضو شروع کرتے ہوئے "بسم اللہ" پڑھنا۔ (سنن ابوداؤد:101)
- وضو کرتے ہوئے اعضاء وضو میں پہلے دائیں پھر بائیں کو دھونا۔ (صحیح بخاری:5854)
- دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں کو کلائیوں سمیت دھونا۔ (صحیح بخاری:186)
- ہاتھ دھوتے ہوئے انگلیوں کے درمیان خلال کرنا۔ (سنن ابوداؤد:142)
- چُلّو میں پانی لیکر کلی کرنا اور ہوا کی مدد سے پانی ناک میں کھینچ کر داخل کرنا۔
- ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑنا اور صاف کرنا۔ (صحیح بخاری:186)

فائدہ ایک چُلّو پانی لیکر آدھے سے کلی کرنا اور آدھا ناک میں ڈالنا یہی طریقہ افضل اور مستحب ہے جو صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے البتہ چہرہ اور ناک کے لئے الگ الگ پانی لینے کے تعلق سے بھی حسن درجہ کی روایت موجود ہے جیسا کہ شیخ الحدیث عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے (تحفۃ الاحوذی:1 / 103-104) میں علامہ عینی اور "صاحب سبل السّلام" امیر صنعانی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔

- چہرہ دھونا۔ (صحیح بخاری:185)
- چُلّو میں پانی لے کر ہاتھ کی تر انگلیوں سے داڑھی میں خلال کرنا۔ (سنن ابوداؤد:145)
- پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت دھونا۔ (صحیح بخاری:186)
- سر کا مسح کرنا۔ (صحیح بخاری:186)

❁ **سر کے مسح کا طریقہ:** سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھ پانی سے تر کرکے سر کے اگلے حصے سے گدی تک لے جائیں پھر گدی سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا۔

- کان کا مسح کرنا۔ (سنن نسائی:102)

❁ **کان کے مسح کا طریقہ:** کان کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈال کر کان میں بنے ہوئے راستوں میں گھمائیں جب

آخر تک پہنچ جائیں تو کانوں کی پُشت پر انگوٹھوں سے مسح کر لیں۔

فائدہ سر کے مسح کے لئے لیے گئے پانی سے کانوں کا مسح کرنا درست ہے کیوں کہ بقول رسول ﷺ: ”کان سر کا حصہ ہے“ (سنن ترمذی:37) البتہ کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینا افضل ہے جیسا کہ (سنن بیھقی:308) میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے۔

کچھ لوگ وضو کرتے ہوئے سر اور کانوں کے ساتھ گردن کا بھی مسح کرتے ہیں لیکن یہ عمل کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

- پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ (صحیح بخاری:186)
- پاؤں دھوتے ہوئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنا۔ (سنن ابوداؤد:148)

فائدہ تمام اعضاء وضو کو ایک ایک، دو دو اور تین تین بار دھونا جائز ہے اسی طرح کسی عضو کو ایک بار کسی کو دو بار اور کسی کو تین بار دھونا بھی جائز ہے۔ البتہ اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا افضل اور مستحب ہے لیکن تین سے زائد مرتبہ دھونے سے بچنا چاہیے۔

وضو کے بارے میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے پیارے نبی ﷺ نے اعضاء وضو کو ہمیشہ ترتیب ہی سے دھویا ہے۔

وضو کے بعد کی دعا اور اس کی فضیلت

❀ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

(صحیح مسلم:234، سنن ترمذی:55)

❀ **فضیلت:** جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کے لئے قیامت کے دن جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

فائدہ وضو کے بعد کی دعا کے طور پر مذکورہ احادیث میں صحیح سند کے ساتھ کلمہ شہادت کا ذکر ہے، البتہ جامع ترمذی کی روایت میں "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ" کا اضافہ متعدد شواہد کی بنا پر صحیح اور ثابت ہے اس لئے اسے بھی پڑھ لینا چاہئے۔

❀ **تیمم کا حکم:** اللہ کا فرمان ہے ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ﴾

"اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح (تیمم) کر لو۔"

(سورۃ المائدۃ:6)

تیمم کا نبوی طریقہ

تیمم کا نبوی طریقہ یہ ہے کہ انسان "بسم اللہ" پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک مارے اس کے بعد پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر مسح کر لے پھر اپنے چہرے پر مسح کرے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں موجود ہے۔

❁ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رضي الله عنهما لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رضي الله عنه : بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ المَاءَ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:"إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الأَرْضِ، ثُمَّ نَفَضَهَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ" (رواہ البخاری)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام پر بھیجا تھا۔ مجھے وہاں جنابت لاحق ہو گئی اور پانی نہ مل سکا تو میں نے چوپائے کی طرح مٹی میں الٹنے پلٹنے کے بعد (طہارت حاصل کر کے نماز پڑھ لی)۔ پھر جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا تو آپ نے فرمایا: "تمہیں صرف اس طرح کر لینا کافی تھا" پھر آپ نے ایک بار زمین پر اپنا ہاتھ مارا اس سے غبار کو جھاڑا، اس کے بعد اپنے ہاتھ کی پُشت کا بائیں ہاتھ سے مسح فرمایا، یا اپنے بائیں ہاتھ کی پُشت کا اپنے ہاتھ سے مسح فرمایا، پھر ان سے اپنے چہرے پر مسح کیا۔" (صحیح بخاری:347)

فائدہ وضو کے شروع میں جس طرح "بسم اللہ" پڑھا جاتا ہے اسی طرح تیمم بھی "بسم اللہ" سے شروع کیا جائے گا کہ یہ بھی وضو کی طرح ایک عمل خیر ہے اور شریعت نے ہر اہم کام جیسے کھانا، پینا، قربانی کرنا، کشتی پر سوار ہونا، سونے سے پہلے دروازہ بند کرنا، چراغ بجھانا مشکیزہ اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپنا حتی کہ جماع سے پہلے بھی "بسم اللہ" کو ذکر کیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہر نیک کام سے پہلے "بسم اللہ" نہ صرف مشروع و مستحب بلکہ مزاج شریعت کے عین مطابق ہے اس طور پر کہ یہ مومن کے لئے ہر مہتم بالشان کام میں اللہ پر توکل اور استعانت باللہ کا اہم وسیلہ ہے ! امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اپنی "صحیح" میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ ایک مکمل باب باندھا ہے "باب التسمية على كل حال وعندالوقاع" (کہ ہر حال میں اور جماع کے وقت بھی "بسم اللہ" پڑھنے کا بیان) اور اس کے تحت جماع والی حدیث لے کر آئے ہیں (دیکھئے بخاری: 141) نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے لکھا ہے: کہ جب حالت جماع جو خاموشی کی حالت ہے میں "بسم اللہ" پڑھنا مشروع ہے تو پھر دوسرے اعمال خیر تو بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ (دیکھئے فتح الباری: 1/ 242)

رہا مسئلہ تیمم کے بعد دعا پڑھنے کا تو اس بابت قرآن وحدیث میں کوئی واضح نص موجود نہیں تاہم علماء شوافع نے اسے وضو پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ تیمم

کے بعد بھی وہی دعا پڑھنا مشروع ہے جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسا کہ علامہ نووی نے اپنی کتاب "المجموع" میں "سنن التیمم" کے تحت تیمم کی سنتوں کا ذکر کرتے ہوئے گیارہویں نمبر پر لکھا ہے: " ينبغي ان يستحب بعد التيمم النطق بالشهادتين كما سبق فى الوضوء" کہ تیمم کے بعد شہادتین کا پڑھنا مندوب و مستحب ہے جیسا کہ وضو کے باب میں گذر چکا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ نووی رحمہ اللہ اور فقہاء شوافع کے نزدیک تیمم، وضو کا بدل ہے تو پھر تیمم کے بعد وہی ذکر اور دعا پڑھنا مشروع و مستحب ہے جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے۔اور یہی بات قرین قیاس اور راجح معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم

غسل کب واجب ہوتا ہے؟

❖ **غسل واجب ہونے کی چار وجوہات ہیں**

1۔ جنابت (مرد و عورت دونوں کے لئے) (صحیح بخاری:291)

2۔ جماع (مرد و عورت دونوں کے لئے)

3۔ حیض (صرف عورتوں کے لئے) (صحیح بخاری:314)

4۔ نفاس (صرف عورتوں کے لئے)

ان وجوہات کی بنا پر ایک مُسلمان کے لئے غسل واجب اور فرض ہو جاتا ہے البتہ کچھ اور مواقع بھی ہیں جہاں پر غسل کرنا راجح قول کے مطابق مَسنُون و مستحب کام ہے فرض و واجب نہیں۔ مثلاً:

❖ جمعہ کے لئے غسل کرنا (صحیح بخاری:858)

❖ عیدین کے لئے غسل کرنا (موطا امام مالک:428)

❖ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا (سنن ترمذی:993)

❖ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا وغیرہ (سنن ترمذی:830)

فائدہ غسل چاہے واجب ہو یا مسنون و مستحب سب کا طریقہ ایک جیسا ہے البتہ خواتین کے لئے تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ غسل جنابت کے لئے عورت کا اپنے سر کی چوٹی کھولنا ضروری نہیں جیسا کہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں ام سلمہ رضِی

اللہ عنہا کی روایت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے (صحیح مسلم:330، سنن ابوداؤد:251) جبکہ حیض و نفاس کے لئے غسل کرتے وقت بالوں کا جوڑا کھولنا اور خوب مل کر دھونا ضروری ہے۔(صحیح بخاری:314)

غسل کا نبوی طریقہ

❖ غسل کے لئے عموماً دو شکلیں پائی جاتی ہیں

1۔ غسل عادت

2۔ غسل عبادت

❁ **غسل عادت:** غسل عادت یہ ہے کہ کوئی شخص صرف اپنے جسم کا میل کچیل اور پسینہ دور کرنے یا صفائی ستھرائی کی خاطر یا پھر گرمی سے راحت اور ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے نہائے لیکن غسل کے مَسنُون طریقے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مرضی اور چاہت کے مطابق بدن پر پانی بہائے اور نہائے اسے "غسل عادت" کہہ سکتے ہیں اس سے صفائی ستھرائی اور ٹھنڈک تو حاصل ہو جائے گی مگر وہ اجر و ثواب اور فضِیلت حاصل نہیں ہوگی جو مَسنُون طریقے پر غسل کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس لئے غسل کا جو نبوی اور مَسنُون طریقہ ہے اسے "غسل عبادت" بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس تصور کے آنے سے مومن کو مَسنُون طریقہ غسل کی ترغیب ملتی ہے جو اسے سُنّت کی پیروی کرنے پر اجر و ثواب کا مستحق بھی بناتی ہے تو آیئے جانتے ہیں کہ غسل کا نبوی طریقہ کیا ہے؟

❀ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِحَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرم گاہ دھوتے، پھر نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے، پھر پانی لے کر انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے، جب آپ ﷺ کو یقین ہو جاتا کہ آپ نے اچھی طرح جڑوں میں پانی پہنچا دیا ہے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلّو ڈالتے پھر سارے جسم پر پانی ڈالتے (اور جسم دھوتے) پھر (آخر میں) اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے۔ (صحیح مسلم:316)

فائدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث کی روشنی میں غسل نبوی کا جو مسنون طریقہ سامنے آتا ہے یہی سب سے بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے اور اس طرح کئے گئے غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اسی غسل والے وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ دوران غسل وضو ٹوٹنے کی کوئی صورت پیش نہ آئی ہو۔

نماز کے لیے اذان کا حکم

اوقات نماز کی یاد دہانی اور تذکیر کے لئے اذان ایک اعلان اور اہم شعار اسلام ہے جسے پیارے نبی ﷺ نے صحابہ کو سکھلایا اور تاکید فرمائی حدیث ملاحظہ ہو:

❁ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قال قال النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ. (رواه البخاری)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی اذان دے پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کے فرائض انجام دے۔ (صحیح بخاری:628)

فائدہ اذان ایک غیر معمولی ذکر اور اسلام کا ایک اہم شعار ہے انسان چاہے اکیلا ہی کیوں نہ ہو نماز کا وقت ہو جانے پر اذان دے کر ہی نماز ادا کرنا چاہئے اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تب بھی ان میں سے ایک اذان دے اور دوسرا جسے قرآن زیادہ یاد ہو وہ امامت کرائے۔

❁ اذان کے کلمات:

❁ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى

الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ

(سنن ابوداؤد:499)

فائدہ اذان کے مذکورہ کلمات نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں کہے جاتے ہیں البتہ فجر کی اذان میں " حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ " اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " کے بعد دو مرتبہ "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ "(کہ نماز نیند سے بہتر ہے) کے کلمات بھی کہے جائیں گے۔ جیسا کہ (سنن ابوداؤد:500) حدیث ابو محذورہ رضی اللہ عنہ میں صحیح سند سے اس کا ثبوت موجود ہے۔

اذان کا جواب دینے اور دعا پڑھنے کی فضیلت

اذان کا جواب دینا اور اذان کے بعد دعا پڑھنے کا اہتمام کرنا عظیم اجر وثواب اور بڑی فضیلت کا کام ہے جیسا کہ پیارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

❁ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. (رواه مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: "جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو کیونکہ وہ جنّت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا، تو جس نے میرے لیے وسیلہ طَلب کیا اس کے لیے (میری) شفاعت واجب ہو گئی۔ (صحیح مسلم:384)

فائدہ اذان کا جواب دیتے ہوئے وہی کلمات دہرانا ہے جو مؤذن کہتا ہے البتہ جب مؤذن " حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ "اور" حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ "کہے تو جواب دینے والا" لَاحولَ وَلاقُوة الا بِاللّٰه" کہے گا۔ جیسا کہ (صحیح مسلم:385) میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث رسول میں مذکور ہے۔

اسی طرح جب مؤذن "الصَّلَاةُ خَير من النَّوم" کہے تو جواب میں وہی کلمات دہرانا ہے کیونکہ اس بابت الگ سے کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔

❁ **اذان کے بعد کی دعا:**

❁ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ (صحیح مسلم:384)

❁ اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ (صحیح بخاری:614)

❁ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

(صحیح مسلم:386، سنن ابوداؤد:525)

فائدہ اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں میں درود ابراہیمی پڑھنے کا ثبوت موجود ہے البتہ اذان سے پہلے درود و سلام کا پڑھنا کسی بھی صحیح حدیث یا صحابہ رسول کے آثار سے ثابت نہیں۔

نیت نماز

نیت کرنا نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ یہ ایک عظیم نیک عمل ہے اورر تمام نیک اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

❁ عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ:إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى. (رواه البخاري و مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اعمال (کی قبولیت) کادارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص وہی پائے گا جس کی اس نے نیت کی۔ (صحیح بخاری:1- صحیح مسلم:1907)

فائدہ نماز شروع کرنے سے پہلے نیت ضروری ہے البتہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے جس کا اظہار وضو یا تیمم کرنے، گھر یا آفس سے چل کر نماز گاہ تک آنے اور نماز کے لئے قبلہ رخ کھڑے ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے زبان سے نیت کرنا پیارے نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔

استقبال قبلہ

نماز سے پہلے قبلہ معلوم کرنا اور اس کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونا ارکان صلاۃ میں سے ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

❁ عن الْبَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ ﷛ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ القِبْلَةِ.

(رواه البخاري ومسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی جانب رخ کر کے 16 یا 17 مہینے نماز پڑھی پھر اللہ تعالی نے آپ کو خانہ کعبہ کی طرف چہرہ کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری:4492 - صحیح مسلم:525)

فائدہ نماز کی ادائیگی کے لئے قبلہ رخ ہونا نماز کا رکن ہے اس لئے اس کا اہتمام ضروری ہے انسان چاہے سفر میں ہو یا حضر میں جہاں تک ہو سکے قبلہ کی معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی نماز شروع کرنی چاہیے۔

سترہ کا اہتمام

نماز سے پہلے سترہ کا اہتمام کرنا بہت اہم ہے حدیث رسول ملاحظہ ہو:

❁ عن ابن عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَا تُصَلِّ إِلَّا إِلَى سُتْرَةٍ وَلَا تَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْكَ ، فَإِنْ أَبَى فَلْتُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ. (رواه ابن خزيمة بسند صحيح)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سترے کے بغیر نماز نہ پڑھو اور کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دو۔ اگر وہ انکار کرے تو اسے سختی سے روکو کیونکہ یقیناً اس کے ساتھ شیطان ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ:800)

❁ عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا. (رواه أبوداؤد بسند صحيح)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا :"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے سامنے اور قریب میں سترہ رکھ کر نماز پڑھے۔"

(سنن ابوداؤد:698)

فائدہ "سترہ" ہر اس چیز کو کہیں گے جسے انسان نماز کے وقت اپنی سجدہ گاہ کے سامنے رکھے یا نصب کر لے جیسے دیوار، ستون یا لکڑی اور نیزہ وغیرہ، الغرض سترہ اونچائی میں کم سے کم ایک ہاتھ کا رہنا چاہئے جسے سجدہ کی جگہ سے تھوڑا آگے ہونا چاہئے اس طور پر کہ سجدہ کی جگہ اور سترہ کے بیچ سے ایک بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو گزر سکے۔

(صحیح بخاری:496)

امام کاسترہ ہی مقتدی کاسترہ ہے

باجماعت نماز ادا کرنے کی صورت میں امام کا جو سترہ ہے وہی مقتدیوں کے لئے کافی ہے الگ سے مقتدیوں کو "سترہ" کی ضرورت نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

❁ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ. (رواه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینے سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹا نیزہ گاڑنے کا حکم دیتے جب گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ دوران سفر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (مسلمانوں کے) خلفاء نے بھی اسی وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت اپنالی۔ (صحیح بخاری:949)

فائدہ جب انسان باجماعت نماز ادا کر رہا ہو تو امام کا سترہ ہی مقتدی کا سترہ ہوتا ہے لیکن انفرادی طور پر نماز کی ادائیگی کرتے ہوئے ہر مصلّی کو اپنے لئے سترہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

فرض نماز کے لیے اقامت

فرض نماز کے لئے اقامت کہنا مرد حضرات کے لئے ایک مستحب اور افضل کام ہے۔

❁ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: أُمِرَ بِلاَلٌ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ، وَأَنْ يُوتِرَ الإِقَامَةَ، إِلَّا الإِقَامَةَ. (رواه البخاري و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہیں سوائے "قد قامت الصلاۃ" کے۔

(صحیح بخاری:605 - صحیح مسلم:378)

❁ **اقامت کے کلمات:**

❁ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

(سنن ابوداؤد:499)

فائدہ اقامت کہنے کے دو طریقے ہیں:

(1) اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہا جائے۔

(2) اقامت کے کلمات کو دو دو بار یعنی اذان کی طرح کہا جائے۔

اقامت کو ایک ایک بار کہنے والی روایات زیادہ صحیح ہیں اور یہی اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، عُلماء امت اور ائمہ دین رحمہم اللہ کا مسلک رہا ہے جو بلاشبہ اولیٰ اور افضل ہے تاہم اقامت کے کلمات کو اذان کی طرح دو دو بار کہنا بھی جائز ہے جیسا کہ (سنن ابوداؤد: 502) میں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

اقامت کے بارے میں ایک اور سوال کا جواب دینا فائدہ سے خالی نہیں کہ جماعت کے لئے اقامت کون کہے اذان دینے والا یا کوئی دوسرا شخص؟

تو اولیٰ و افضل اور صحیح ترین بات یہ ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے البتہ علماء نے اس مسئلہ میں وسعت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو بھی اقامت کہہ لے صحیح ہے۔

صاحب تحفۃ الاحوذی علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس مسئلہ کی بابت ایک بہترین بات لکھی ہے کہ "اذان ایک کہے اور اقامت کوئی دوسرا کہہ لے تو اس کے جائز ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے"۔ (تحفۃ الاحوذی: 1/597-598)

صفوں کی درستگی

نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کی درستگی ضروری ہے پیارے نبی ﷺ بحیثیت امام صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں درست کرواتے پھر نماز شروع کرتے، جیسا کہ صحابیِ رسول کی شہادت موجود ہے:

❁ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ. (رواه البخارى)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی صفوں کو درست رکھو! کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) ہم میں سے ہر کوئی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنے قدم کو اس کے قدم کے ساتھ ملاتا تھا۔ (صحیح بخاری:725)

فائدہ صفوں کی درستگی دراصل نماز کی درستگی ہے دیکھئے (صحیح مسلم:433) اس لئے صف بندی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے اور نمازیوں کو ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑا ہونا چاہیئے۔

تکبیر تحریمہ

نماز شروع کرتے ہوئے تکبیر کہنا ارکان نماز میں سے ہے

❁ عن أَبَي حُمَيْدٍالسَّاعِدِيِّ ﷛ يَقُولُ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ.

(رواه ابن ماجه بسند صحيح)

حضرت أبو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہتے۔

(سنن ابن ماجہ:803)

فائدہ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے اس لئے نماز میں شامل ہونے کے لئے اس کا اہتمام ضروری ہے البتہ دوسری تمام تکبیرات جو حالت بدلنے کے لیے کہی جاتی ہیں جنہیں "تکبیرات انتقال" کہا جاتا ہے وہ واجب ہیں۔

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ ﷛: رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ.

(رواه البخاری)

حضرت أبو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے جب تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھایا۔

(صحیح بخاری:828)

”رفع الیدین“ میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانا

”رفع الیدین“ کرتے ہوئے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا یا کانوں تک لے جانا دونوں جائز ہے درج ذیل احادیث رسول میں اس کی دلیل موجود ہے:



❁ عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلاَةِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ. (رواه البخاري و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ تکبیر سے اپنی نماز شروع کرتے جب آپ ”اللہ اکبر“ کہتے تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے پھر جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو دوبارہ اسی طرح کرتے۔ (صحیح بخاری:738- صحیح مسلم:390)

”رفع الیدین“ میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا



❁ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ. (رواه مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع الیدین

کرتے) یہاں تک کہ انہیں کانوں تک لے جاتے پھر جب رکوع کرتے تو دوبارہ دونوں ہاتھ اٹھاکر کانوں تک لے جاتے۔ (صحیح مُسلم:391)

فائدہ رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا اسی طرح کانوں تک لے جانا دونوں جائز ہے صحیح اور صریح احادیث میں دونوں کا ثبوت موجود ہے البتہ کانوں کو ہاتھ لگانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رفع الیدین کا حکم مرد وزن دونوں کے لئے ہے اور مرد و عورت کے رفع الیدین میں کوئی فرق نہیں۔

نماز میں نگاہ کو سجدہ کی جگہ رکھنا

نماز میں نگاہ سجدہ کی جگہ پر مرکوز ہونا چاہئے جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے:

❀ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها تَقُولُ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَعْبَةَ مَا خَلَفَ بَصَرُهُ مَوْضِعَ سُجُودِهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهَا. (رواه ابن خزيمةبسند صحيح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ جب کعبہ میں (نماز کے لئے) داخل ہوئے تو آپ کی نظریں (نماز میں) سجدہ کی جگہ سے بالکل نہ ہٹیں یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے۔ (صحیح ابن خزیمہ:3012)

قیام کرنا

نماز میں قیام کرنا ارکان صلاۃ میں سے ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

❀ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾

(سورة البقرة)

"تمام نمازوں اور صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز یعنی عصر کی نماز) کی حفاظت کرو اور رب کی رضا کے لئے اطاعت شعار بندے کی طرح باادب کھڑے رہو۔"

(سورۃ البقرۃ:238)

فائدہ نماز میں قیام (کھڑا ہونا) رکن ہے، البتہ بیماری وغیرہ کے سبب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، لیٹ کر یا اشارہ سے جو صورت ممکن ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

ہاتھ باندھنے کی کیفیت



مصلیوں کو نماز میں اپنے ہاتھ سینے پر رکھنا چاہئے احادیث میں یہ عمل وضاحت کے ساتھ موجود ہے:

❀ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ.

(رواه ابن خزيمة بسند حسن)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم

ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی (اور دیکھا کہ) آپ ﷺ نے (پہلے) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھا۔ (صحیح ابن خزیمہ:479)

❁ عَنْ طَاوُسٍ رحمه الله قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ»

(رواه ابوداؤد بسند مرسل ، وهو صحيح بشواهده)

طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے پھر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیتے۔ (سنن ابوداؤد:759)

❁ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: «كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ» (رواه البخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔ (صحیح بخاری:740)

فائدہ حالت قیام میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم مرد و عورت دونوں کو شامل ہے کتاب و سُنت کی دلیلوں سے مرد و عورت کے درمیان نماز کے اندر ہاتھ باندھنے میں کوئی فرق ثابت نہیں۔

دعاء استفتاح (دعاء ثناء)

نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء ثناء خاموشی سے پڑھنا مَسنُون و مستحب عمل ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قراءت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ تکبیر و قراءت کے درمیان جب خاموش رہتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ پڑھتا ہوں

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (رواه البخاري و مسلم)

اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسے ہی دوری کر دے جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے ایسے ہی پاک کر دے جیسے سفید کپڑا گندگی سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے۔ (صحیح بخاری: 744 - صحیح مسلم: 940)

❁ دعاء استفتاح (دعاء ثناء) کے کلمات اس طرح بھی ثابت ہیں:

❁ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَىٰ جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

(رواه ابوداؤد بسند صحيح)

اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، تیرا نام بڑی برکت والا ہے، تیری

شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ (سنن ابو داؤد:775)

فائدہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور سورۂ فاتحہ سے پہلے دعائے ثناء کو سراً (آہستہ) پڑھنا سُنت ہے۔

دعائے ثناء کے طور پر مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ بھی کچھ دعائیں ہیں جو دعاء استفتاح کے طور پر ثابت ہیں جن کو دعا کی مشہور کتاب "حصن المسلم" میں دیکھا جاسکتا ہے۔

سورہ فاتحہ سے پہلے تعوّذ

تعوذ کہتے ہیں "أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھنے کو

قرآن کی تلاوت نماز میں ہو یا نماز کے باہر بہر صورت تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا واجب ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل:98)

"جب تم قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔"

یعنی "أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھ لیا کرو۔

فائدہ تعوذ (أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) کو کہتے ہیں جسے سرّی اور جہری دونوں قسم کی نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے خاموشی سے پڑھنا سنت ہے، مصلّی امام ہو یا مقتدی، اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ اور نماز سری ہو (جیسے ظہر و عصر) یا جہری (جیسے مغرب، عشاء، فجر اور جمعہ وغیرہ)، تعوذ کو بہر صورت آواز کے بغیر ہی پڑھنا مسنون ہے۔

سورہ فاتحہ سے پہلے تعوذ پھر تسمیہ

تسمیہ کہتے ہیں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" پڑھنے کو۔

دعاء ثناء اور تعوذ کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے بسملہ پڑھنا اسی طرح سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ کہنا مسنون ہے:

❁ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ خلفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا يَذْكُرُونَ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا (رواه مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ سب اپنی نماز کی شروعات (الحمد لله رب العالمين) سے کرتے تھے۔ قراءت کے شروع یا اخیر میں {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} (زور سے) نہیں پڑھتے تھے (صحیح مسلم:399)

نیز مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ سب (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) جہراً (باآواز بلند) نہیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد:13259)

فائدہ تکبیر تحریمہ، دعائے ثناء اور تعوذ کے بعد تسمیہ (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھنا سُنّت رسول ہے۔ نماز فرض ہو یا سُنّت، وتر ہو یا نفل، ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے اسی طرح دوسری سورت پڑھنے سے پہلے "بسم الله" کا پڑھنا مشروع و مسنون ہے تاہم

اس بارے میں اختلاف ہے کہ جہری نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے "بسم اللہ"کو خاموشی سے پڑھا جائے یا باآواز بلند ؟ اس بارے میں علماء امت کی آراءو توجیہات کا خلاصہ یہ ہے کہ "بسم اللہ "کو اکثر اوقات بلا آواز ہی پڑھا جائے تاہم کبھی کبھار آواز سے پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں، اسی بات کو علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے (زاد المعاد : 1/207-208) میں اختیار کیا ہے اورعلامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے (تحفۃ الاحوذی:2/53-54) میں اور علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے (فتح الباری شرح بخاری:2/229) پر حاشیہ لگاتے ہوئے اس مسئلہ پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"صحیح یہ ہے کہ حضرت انس والی حدیث کو مقدم رکھا جائے جس میں بلا آواز "بسم اللہ ----" پڑھنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ حدیث صحیح بھی ہے اوراس مسئلے میں صریح بھی، اور جس حدیث میں "بسم اللہ ----" کو باآواز بلند پڑھنے کا ذکر ہے اسے اس انداز پر محمول کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کبھی کبھار بلند آواز سے بھی "بسم اللہ ---" پڑھ لیا کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ اپنے مقتدی صحابہ کرام کو اس بات کی تعلیم دیں کہ آپ "بسم اللہ ---" پڑھتے ہیں اس طرح دونوں قسم کی احادیث کے درمیان مطابقت ہو جاتی ہے۔ البتہ خاموشی سے "بسم اللہ----" پڑھنے پر دلالت کرنے والی حدیث انس کی تائید کئی دیگر احادیث سے ہوتی ہے جو قابل ترجیح ہے۔

سورۂ فاتحہ کی قرأت

نماز میں ہر نمازی کے لئے وہ امام ہو یا مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے

❁ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷛ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ» (رواه البخاري و مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز نہیں جو فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) نہ پڑھے۔

(صحیح بخاری: 756- صحیح مسلم:394)

فائدہ سورہ فاتحہ ہر نماز میں (جہری ہو یا سری، فرض ہو یا نفل) پڑھنا فرض ہے اور یہ حکم ہر نمازی کے لئے ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ کا اہتمام کرے خواہ (وہ امام ہو یا مقتدی اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا جماعت کے ساتھ) کیونکہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قرأت

امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کو بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

❁ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ» ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: «اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ»؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ...... (رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی نماز ادا کی اور اس میں ام القران (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص نامکمل اور ادھوری ہے“ (یعنی پوری ہی نہیں) یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں! انہوں نے کہا: اس کو اپنے دل میں پڑھ لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے نماز (یعنی سورہ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے نیز میرے بندے کے لئے وہ کچھ بھی ہو گا جو وہ مجھ سے مانگے...
(صحیح مسلم:395)

فائدہ پیارے نبی ﷺ کی اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کو ”الصلاۃ“ نماز کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز (سورۂ فاتحہ) کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جس کے پہلے حصے میں نمازی میری حمد و ثناء اور بڑائی و کبریائی بیان کرتا ہے اور دوسرے آدھے حصے میں اپنی ہدایت اور خیر و بھلائی کی دعائیں کرتا ہے۔

ظاہر ہے جب سورہ فاتحہ کا ایک نام ”الصلاۃ“ نماز ہے تو پھر سورہ فاتحہ کے بغیر نماز مکمل کیسے ہو گی اس لئے امام اور مقتدی ہر ایک کے لئے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے جس کی مذکورہ بالا حدیث واضح دلیل ہے۔

❁ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷛ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هَذًّا يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا.

(رواه ابوداؤد بسند صحیح)

حضرت عبادہ بن صامت ﷛ فرماتے ہیں: ہم نے فجر کی نماز اللہ کے رسول ﷺ (کی امامت میں) آپ کے پیچھے ادا کی آپ نے قراءت کی تو قراءت آپ پر بھاری ہوگئی جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو فرمایا: شاید تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! ہم جلدی جلدی ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ایسا مت کرو (یعنی مت پڑھو) سوائے سورہ فاتحہ کے، اس لئے کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ (سنن ابوداؤد:823)

فائدہ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی مذکورہ بالا احادیث کا حاصل یہ ہے کہ امام کی طرح مقتدی کو بھی بہر حال سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے یہی صحابہ کرام، تابعین عظام اور جمہور ائمہ کرام جیسے امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ وغیرہم جیسے اہل علم کا مسلک رہا ہے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنا

فرض ہے اس بات کا پتہ دینے والی احادیث تقریبا پچاس سے بھی زائد ہیں پر اس مختصر کتابچہ میں ان سب کا احاطہ ممکن نہیں تاہم اس موضوع سے متعلق تفصیل جاننے کے لئے چند کتابوں کا ذکر قارئین کے لئے کیا جارہا ہے جن سے استفادہ بے حد مفید ہوگا۔

1۔ جزء القراءۃ خلف الامام للامام البخاری

2۔ تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام للعلامہ المبارکفوری

3۔ توضیح الکلام فی وجوب القرآۃ خلف الامام للعلامہ ارشاد الحق الاثری

سورۃ الفاتحہ

جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرتے ہوئے ہر آیت پر ٹھہرنا اور وقف کرنا مسنون و مستحب عمل ہے۔ (سنن ترمذی:2927)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

❁ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧﴾ [سورة الفاتحة]

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے ٥ نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے ٥ قیامت کے دن کا مالک ہے ٥ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ٥ ہمیں سیدھی راہ پر چلا ٥ ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کئے ٥ ان کی راہ پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی ان کی راہ پر جو گمراہ ہوئے ٥ (سورۃ الفاتحہ: 1-7)

"آمین" کہنا

جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے اختتام پر باآواز بلند "آمین" کہنا سُنت رسول ہے۔

❁ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ﷛ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ {وَلَا

الضَّالِّينَ} قَالَ: «آمِينَ»، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. (رواه ابوداؤد بسند صحيح)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (ولا الضالین) کی تلاوت فرماتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔ (سنن ابوداؤد:932)

❀ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(رواه البخاري و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری:780 - صحیح مسلم:410)

فائدہ سورہ فاتحہ مکمل ہونے پر "آمین" کہنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں البتہ جہری نمازوں میں آمین زور سے کہی جائے یا آہستہ اس میں اختلاف ہے۔

تو جاننا چاہیئے کہ جہری نمازوں (فجر، مغرب، عشاء اور جمعہ وغیرہ) میں بآواز بلند آمین کہنا پیارے نبی ﷺ کا عمل رہا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے مقتدی صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی آمین زور سے کہنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے بلکہ اکثر احادیث جو سند اور متن

دونوں اعتبار سے صحیح اور صریح ہیں اسی موقف کی تائید کرتی ہیں البتہ وہ روایات جن میں جہری نمازوں سے متعلق آمین آہستہ کہنے کا ذکر ہے وہ سند اور متن دونوں اعتبار سے کمزور اور ضعیف ہیں۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم امام ہوں یا مقتدی یا پھر اکیلے نماز ادا کرنے والے، جہری نمازوں میں خوبصورتی کے ساتھ بلند آواز سے آمین کہیں، یہی سُنّت رسول، عمل صحابہ اور تعامل امت ہے۔

سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کی قرأت

نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں قرآن کی کوئی اور سورت یا آیت پڑھنا آپ ﷺ کی سُنّت رہی ہے۔

❁ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنهما عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، وَسُورَةٍ سُورَةٍ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا. (رواه البخاری)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دونوں رکعات کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے اور کبھی کبھار کچھ آیات ہمیں سنا بھی دیتے تھے۔ (صحیح بخاری:762)

❀ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. (رواه ابن ماجه بسند صحيح)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک اور سورت پڑھا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے۔ (سنن ابن ماجہ:843)

فائدہ سرّی نمازوں یعنی (ظہر و عصر) کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت پڑھی جائے گی جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں بحیثیت امام پیارے رسول ﷺ کا عمل اس کا ثبوت ہے بلکہ حضرت جابر کی روایت میں تو اس بات کی بھی دلیل موجود ہے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا شخص بھی ظہر و عصر کی پہلی دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت بحیثیت مقتدی ملا سکتا ہے۔ البتہ اس بات کا خیال رہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کو صرف سورہ فاتحہ پڑھنا ہے جو فرض ہے دوسری سورت ملانے کی اجازت نہیں بلکہ امام کی قراءت کو غور سے سننے کا حکم ہے۔ جیسا کہ (سنن ابوداؤد:823) میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے۔

رکوع کرنا

نماز میں رکوع کرنا ارکان صلاۃ میں سے ہے، اللہ کا فرمان ہے:

❁ ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾[البقرة]

”نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو“

(سورۃ البقرۃ:43)

❁ **رکوع کی کیفیت:** حالت رکوع میں نمازی کو چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑلے دونوں ہاتھوں کو تان کر رکھے اور پہلو سے دور رکھے۔



❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ﷛ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا، قَالَ: "ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ. (رواه ابوداؤد بسند صحيح)

ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑلیا دونوں ہاتھ سیدھے تان کر رکھے اور کہنیوں کو پہلو سے دور رکھا۔

(سنن ابوداؤد:734)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ: جب آپ نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑلیا۔ (صحیح بخاری:827)

❁ عَنْ وائل ابن حجرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهُ

(رواه ابن خزيمةبسند صحيح)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ:690)

فائدہ سورہ فاتحہ اور دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوکر نمازی کو چاہئے کہ "اللہ اکبر" کہے اور رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع میں جائے جو کہ ارکان نماز میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی رکنیت پر کتاب وسنت اور اجماع امت کے واضح اور صریح دلائل موجود ہیں۔

حالت رکوع میں نمازی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں کو مضبوطی سے اس طرح پکڑے ہوئے ہوں کہ انگلیاں کھلی رہیں بازو پہلوؤں سے دور ہوں اور کہنیاں سیدھی رہیں۔

حالت رکوع میں پیٹھ اور سر کی کیفیت

حالت رکوع میں نمازی کو اپنا سر اپنی پیٹھ کی برابری میں رکھنا چاہئے۔



عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ:....وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ. (رواه مسلم)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس طرح ہے وہ کہتی

ہیں کہ : اللہ کے رسول ﷺ جب رکوع کرتے تو سر نہ اوپر اٹھاتے نہ نیچے جھکاتے بلکہ دونوں کے درمیان سیدھا رکھتے۔ (صحیح مسلم:498)

❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ رضي الله عنه فِي أَصْحَابِهِ: رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ (رواہ البخاری)

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے رکوع کیا، پھر اپنی پیٹھ پوری طرح جھکا دی۔ (صحیح بخاری:828)

فائدہ حالت رکوع میں پیٹھ اور سر کو برابر رکھنے کے تعلق سے نمازیوں میں اکثر کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے بعض لوگ سر کو بہت زیادہ جھکائے ہوئے ہوتے ہیں بلکہ گھٹنوں میں دبائے نظر آتے ہیں اور بعض پیٹھ کو سیدھا نہ رکھتے ہوئے سر کو بھی بہت اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں طریقے درست نہیں ہیں، مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں رکوع کی حالت میں ایک نمازی کو اپنی پیٹھ کی طرح سر کو بھی نہ زیادہ جھکانا چاہئے نہ زیادہ اٹھانا چاہئے بلکہ سر کو پیٹھ کی برابری میں رکھنا چاہئے کہ یہی سُنت رسول ہے۔

رکوع کی بابت ایک اور اہم بات کا ذکر فائدہ سے خالی نہیں کہ رکوع کرتے ہوئے بہت سے نمازی عجلت اور جلد بازی سے کام لیتے ہوئے نظر آتے ہیں جب کہ رکوع میں اطمینان و سکون کا پایا جانا فرض اور رکن ہے اس میں بھاگم بھاگ والی کیفیت جائز نہیں کیونکہ پیارے نبی ﷺ پورے اطمینان سے

رکوع کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اسی کا حکم نماز میں صحیح طرح سے رکوع نہ کرنے والے اعرابی (دیہاتی) صحابی کو دیتے ہوئے کہا تھا کہ (پھر تم رکوع کرو، یہاں تک کہ تم رکوع میں خوب مطمئن ہو جاؤ) (صحیح بخاری: 757)

رکوع کی دعائیں

(1) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

میرا رب عظیم ہر عیب سے پاک ہے۔ (صحیح مسلم: 772)

(2) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، اے اللہ مجھے بخش دے۔ (صحیح بخاری: 794 - صحیح مسلم: 484)

(3) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السّلام) کا رب نہایت پاک ہے۔ (صحیح مسلم: 487)

فائدہ رکوع میں نبی کریم ﷺ سے متعدد اذکار و تسبیحات اور دعائیں ثابت ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ان مذکورہ دعاؤں میں سے کسی ایک کو بھی رکوع میں پڑھ لینا کفایت کر جائے گا۔

❁ **تسبیحات کی تعداد:** رکوع اور سجدے کی تسبیحات اور دعاؤں کا ایک مخصوص تعداد (طاق یا جفت) میں پڑھنا کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں ہے تاہم پیارے نبی ﷺ کے فرمان: " إِنَّ اللَّهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ " (صحیح مسلم:2677)

کہ "اللہ ایک ہے اور طاق عدد کو پسند فرماتا ہے" کی روشنی میں تسبیحات کو ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے تاہم تین، پانچ یا سات وغیرہ طاق عدد میں پڑھنا افضل اور مستحب معلوم ہوتا ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی:2/118-120) میں تسبیحات کو کم از کم تین کی تعداد میں پڑھنا اہل علم کا عمل قرار دیا ہے۔ البتہ قیام اللیل اور دیگر نوافل پڑھتے ہوئے اگر لمبے رکوع و سجود کئے جائیں تو طاق عدد کی رعایت کے بجائے جو میسر آئے پڑھ لینا بہتر ہوگا۔

کیا رکوع پانے والے کو رکعت ملے گی یا نہیں؟

رکوع پانے والے کو رکعت مل گئی یا اسے دہرانا ہے آیئے اس مسئلے کو دلائل کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

❁ عن أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ عَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا. (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو نماز کے

لیے دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ اطمینان اور سکون سے چلتے ہوئے آؤ، وقار وطمانیت تم پر لازم ہے، نماز کا جو حصہ تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو اور جو نہ ملے اسے پورا کر لو۔" (صحیح بخاری:908)

فائدہ رکوع کا موضوع ختم کرنے سے پہلے ایک اہم مسئلہ کی طرف رہنمائی ضروری ہے کہ آیا رکوع پانے والے کی رکعت شمار کی جائے گی یا نہیں؟

تو معلوم ہونا چاہئے کہ بعد میں آکر نماز میں شامل ہونے والے کے لئے نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے کہ "وہ جتنی نماز امام کے ساتھ پالے ادا کرے اور جو چھوٹ گئی ہو اسے بعد میں اٹھ کر مکمل کرلے"۔

حکم رسول کا حاصل یہ ہے کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی کیونکہ اسے چھوٹے ہوئے حصے کی قضا کرنے کا حکم ہے اور اس سے قیام اور سورۂ فاتحہ کی قراءت دونوں چھوٹ گئے ہیں۔

یہ مسئلہ عُلماء کے مابین اختلافی رہا ہے تاہم جمہور اصحاب رسول، محدثین کرام اور اصحاب تحقیق عُلماء امت جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں کا کہنا ہے کہ "رکوع پانے والے کی رکعت شمار نہیں ہوگی" کیونکہ اس سے نماز کے دو اہم اجزاء چھوٹ گئے ہیں:

(1) قیام: جو بالاتفاق نماز کا رکن ہے۔

(2) سورۂ فاتحہ: جو اس نے نہیں پڑھی۔ جبکہ محققین اہل علم کے نزدیک اس کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔

اور اس پر اتفاق ہے کہ نماز کا رکن چھوٹ جانے پر نماز نہیں ہوتی تو رکوع پانے والے کو ایک طرف قیام نہیں ملا اور دوسری طرف سورۂ فاتحہ بھی چھوٹ گئی تو اس کی وہ رکعت کیسے شمار کی جائے گی!

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب (جزء القراءۃ:76) میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اگر امام کو رکوع جانے سے پہلے کھڑے نہ پالو تو تمہاری وہ رکعت نہیں ہوگی۔"

البتہ دوسرے فریق کی رائے یہ ہے کہ "رکوع پانے والے کی رکعت ہو جاتی ہے" ان کا استدلال جن احادیث سے ہے ان میں معروف چار احادیث ہیں جن میں تین احادیث وہ ہیں جن کی سند پر کلام ہے!

پہلی حدیث: "جو شخص نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ (بعد میں اٹھ کر) ایک رکعت اور پڑھ لے۔" (سنن دارقطنی:2/127)

دوسری حدیث: جس نے امام کے ساتھ رکعت کو پالیا (اس سے پہلے کہ وہ اپنی کمر سیدھی کرے) تو اس نے اسے پالیا۔ (السنن الکبری للبیھقی:2617)

تیسری حدیث: جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم حالت سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار مت کرو اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز پالی۔ (ابن خزیمہ:1622)

مذکورہ بالا تینوں احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل حجت ہیں اور

دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ تینوں روایات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، لیکن خود ان کا فتویٰ اور عمل یہ رہا ہے کہ وہ رکوع پانے والے کی رکعت کو شمار نہیں کرتے تھے۔ دیکھیے (جزء القراءۃ:76)

رہی چوتھی حدیث جو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو وہ اس مسئلہ میں صاف اور صریح نہیں بلکہ احتمال والی ہے جس سے دونوں فریق اپنے موقف کی دلیل پکڑتے ہیں۔

اس مختصر بحث کا نتیجہ اور خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ رکوع پانے والے کی رکعت شمار نہیں کرتے ہیں ان کا پہلو ازروئے دلیل قوی اور بھاری ہے اور احتیاط کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جب ایسا موقع آجائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کو اٹھ کر پڑھ لیا جائے۔

رکوع کے بعد اطمینان سے کھڑے ہونا

رکوع سے اٹھنے کے بعد نمازی کو اطمینان سے کھڑے ہو کر قومہ کی دعا پڑھنا چاہیئے یہی سُنّت رسول ہے۔

❁ عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ: «كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ»

(رواه البخاري و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ کے رکوع،

سجدے، اسی طرح رکوع سے اٹھ کر قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان کا بیٹھنا یہ سب تقریبا برابر ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری:801 - مسلم:471)

اور صحیح بخاری میں دوسری جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ قومہ کا ذکر ہے جس میں پیارے نبی ﷺ رکوع کے بعد صحیح طور سے قومہ نہ کرنے والے اعرابی (دیہاتی) صحابی کو حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا. (رواہ البخاری)

پھر اپنا سر اٹھاؤ یہاں تک کہ خوب اچھی طرح کھڑے ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری:6667)

فائدہ رکوع سے اٹھ کر قومہ میں اطمینان سے کھڑے ہو کر دعا پڑھنا نبی اکرم ﷺ کی سُنّت اور آپ کا عمل مبارک ہونے کے ساتھ نماز کے فرائض میں سے ایک ہے لیکن ہمارے یہاں اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ نماز پڑھتے وقت رکوع کی دعاؤں سے فارغ ہو کر سیدھے کھڑنے ہونے کی بجائے سر کو اوپر کی جانب تھوڑا سا جھٹکا دیتے ہیں اور پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں یہ انداز سُنّت کے بالکل خلاف ہے اس لئے ہم محبان رسول کو اس پر خصوصی توجہ دینا چاہئے اور اسوۂ رسول کو سامنے رکھتے ہوئے قومہ میں اطمینان سے کھڑے ہو کر دعا پڑھنی چاہئے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں بالکل صراحت سے اس بات کا ذکر موجود ہے۔

قومہ کی دعا

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ کی حالت میں پیارے نبی ﷺ سے ایک سے زیادہ دعائیں ثابت ہیں جن میں سے ایک کا تذکرہ درج ذیل حدیث میں ہے۔

❁ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ (رواہ البخاری)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی،اے ہمارے پروردگار !تو بہت زیادہ پاکیزہ ، بابرکت ہے اور تمام تعریفیں تیرے لئے ہی ہیں۔ (صحیح بخاری:799)

رکوع سے اٹھنے کے بعد مقتدی کیا کہے؟

رکوع سے اٹھنے کے بعد مقتدی کو کیا پڑھنا چاہئے دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے علماء امت نے اس بارے میں دو الگ الگ موقف اپنایا ہے دونوں میں راجح کیا ہے آئندہ سطروں میں اسے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

❁ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ

(رواه البخاري و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام (سمع الله لمن حمده) کہے تو تم (ربنا و لک الحمد) کہو۔

(صحیح بخاری:722 - صحیح مسلم:409)

اس حدیث میں (ربنا و لک الحمد) سے مراد مکمل دعا یعنی " رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ " پڑھنا ہے جیسا کہ اوپر قومہ کی دعا میں اس کا ذکر حوالے کے ساتھ موجود ہے۔

فائدہ یہاں پر قومہ کے باب میں اس بات کی وضاحت بہت اہم ہے کہ نمازی اگر امام یا منفرد (اکیلا) ہو تو ظاہر ہے کہ وہ رکوع سے اٹھتے ہوئے (سمع الله لمن حمده) کہے گا اور (ربنا و لک الحمد) کی پوری دعا بھی پڑھے گا، البتہ اگر کوئی نمازی مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھ رہا ہو تو کیا وہ صرف (ربنا و لک الحمد) پڑھے یا امام کی طرح (سمع الله لمن حمده) بھی کہے؟

اس بارے میں جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ امام تو (سمع الله لمن حمده) کہے گا لیکن مقتدی نہ کہے بلکہ صرف (ربنا و لک الحمد) پڑھے جمہور کا استدلال (صحیحین، سنن ابوداود، سنن نسائی اور سنن ترمذی) میں موجود روایات سے ہے۔

تاہم راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی بھی امام کی طرح (سمع اللہ لمن حمدہ) اور (ربنا و لک الحمد) دونوں پڑھے گا کیونکہ مذکورہ حدیث میں مقتدی کے لئے (سمع اللہ لمن حمدہ) نہ کہنے کی صراحت موجود نہیں ہے جس طرح امام کے لئے (ربنا و لک الحمد) پڑھنے کی صراحت موجود نہیں جبکہ دوسری احادیث کی روشنی میں مقتدی امام کی پیروی کا پابند ہے اور پیارے نبی ﷺ سے بحیثیت امام (سمع اللہ لمن حمدہ) اور (ربنا و لک الحمد) دونوں پڑھنے کا ثبوت موجود ہے نیز آپ ﷺ کا فرمان: ”کہ تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو“ اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ مقتدی بھی امام کی طرح (سمع اللہ لمن حمدہ) پڑھے گا بالکل اسی طرح جیسے مقتدی امام کی ہر تکبیر انتقال (اللہ اکبر) کو امام کے پیچھے دہراتا ہے۔ اسی کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (صفۃ صلاۃ النبی ﷺ، ص:135) میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (فتح الباری 2/266) میں نیز علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے (نیل الاوطار 2/93، 94) میں بیان کیا ہے۔

رکوع سے اٹھنے پر نمازی اپنا ہاتھ کہاں رکھے؟

بعض دفعہ یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ بعض لوگ نماز پڑھتے ہوئے رکوع سے اٹھ کر رفع الیدین کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو نیچے چھوڑنے کی بجائے سینے پر باندھ لیتے ہیں جیسا کہ وہ رکوع سے پہلے قیام میں باندھے ہوئے تھے اس عمل کو دیکھ کر بعض دوسرے نمازی حیرانگی کے عالم میں یہ سوال کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ کیا ایسا کرنا بھی جائز ہے؟!

دراصل یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اس بابت کتاب و سُنّت کی کوئی صریح نص موجود نہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھ کر رکھا جائے یا چھوڑا جائے اور یہی وجہ اختلاف ہے۔

جن لوگوں نے باندھنے کی بات کہی ہے انہوں نے دلیل میں رکوع سے پہلے حالت قیام میں ہاتھ باندھنے والی روایات کو پیش کیا ہے جو رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے لئے غیر صریح ہیں البتہ جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ رکوع کے بعد قیام میں ہاتھوں کو اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیا جائے باندھا نہ جائے کہ اس کی کوئی صریح دلیل حدیث رسول اور آثار صحابہ میں موجود نہیں ہے۔

چونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اس لئے اس میں توسع اور گنجائش والا موقف اپنانا ہی منہج سلف ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے:

"إن شاء أرسل يديه بعد الرفع من الركوع و إن شاء وضعهما "

کہ رکوع کے بعد چاہے اپنے ہاتھوں کو چھوڑ دے اور چاہے تو باندھ لے۔

(صفۃ الصلاۃ للتویجری، ص:80)

اس سے معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کا اختلاف جائز و ناجائز کا نہیں بلکہ افضل و غیر افضل کا ہے اس موضوع پر علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی بات کو نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں وہ فرماتے ہیں:" کہ ہاتھوں کو باندھنا سُنّت کے قبیل سے ہے واجبات میں سے نہیں، اگر کوئی شخص قیام اور قومے میں ہاتھوں کو باندھے بغیر لٹکائے ہوئے ہی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ اس کا ترک افضل ہے اور مُسلمانوں میں سے کسی کے لئے لائق نہیں کہ وہ ایسے معاملات کو اپنے درمیان جھگڑے اور تفرقے کا ذریعہ بنائے، بلکہ سب پر واجب ہے کہ تمام ممکن کوششیں اس بات پر صرف کریں کہ بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون بحال رہے، حق کو دلیل کے ساتھ واضح کیا جائے، ایک دوسرے کے خلاف حسد و نفرت سے دلوں کو پاک وصاف رکھا جائے اور ہاتھوں کو باندھنے یا چھوڑنے جیسے فرعی مسئلے کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے سے ترک تعلق اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنے کا رویہ ہر گز نہ اپنایا جائے۔" (ثلاث رسائل، ص:140،141)

سجدے میں جانے کی کیفیت

سجدے میں جاتے ہوئے نمازی کو زمین پر پہلے اپنے ہاتھ رکھنا چاہئے پھر گھٹنہ، دلیل ملاحظہ ہو!

❁ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ وَلَا يَبْرُكْ بُرُوكَ الْبَعِيرِ

(رواه النسائی بسند صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔ (سنن نسائی:1091)

❁ عَنْ نَافِعٍ رحمه الله عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ كَانَ " يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ " وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

(رواه البخاری، معلقا في صحيحه و الحاكم فی مستدركه)

حضرت نافع رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: کہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھا کرتے اور فرماتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، باب: یھوی بالتکبیر حین یسجد، معلقا/مستدرک حاکم:826)

فائدہ رکوع، قومہ اور ان کے اذکار سے فارغ ہو کر سجدہ کیا جاتا ہے البتہ سجدہ میں جاتے ہوئے کچھ نمازیوں کو پہلے ہاتھ پھر گھٹنے، جبکہ بعض کو پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا جاتا ہے ان دونوں میں سے صحیح اور قوی ترین بات

یہ ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھے جائیں کیونکہ نمازیوں کو سجدہ میں جاتے ہوئے اونٹ کی طرح پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھنے سے نبی مکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے اور پہلے ہاتھ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے اور ایسے ہی پیارے نبی ﷺ کا عمل رہا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث اور آثار سے بالکل واضح ہے اور اسی کی تائید میں صحابہ و تابعین سے بکثرت روایات مروی ہیں۔

البتہ وہ روایات جن سے سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھنے پر دلیل لی جاتی ہے وہ ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں جیسا کہ عصر حاضر کے معروف محدث علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (ارواء الغلیل: 2/75-79 "اور "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: 2/328-332) میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

سجدے کی کیفیت

سجدہ کرتے ہوئے نمازی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ سجدے میں سات اعضاء جسم زمین سے لگے ہوئے ہوں جیسا کہ حدیث میں ہے۔

❁ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ. (رواه البخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر"۔

(صحیح بخاری: 812، صحیح مسلم: 490)

فائدہ سجدہ ارکان نماز میں سے ایک اہم رکن ہے، جسے پیارے نبی ﷺ نے سات اعضاء پر کیا ہے امت کے لئے آپ کے اس اسوہ پر عمل ضروری ہے اس لئے تمام متبعین کتاب و سُنّت کو انہیں سات اعضاء پر سجدہ کرنا چاہیئے "(1) پیشانی (جس میں ناک بھی شامل ہے)، (2-3) دونوں ہاتھ، (4-5) دونوں گھٹنے اور (6-7) دونوں پیر (کی انگلیاں)"۔

کچھ لوگ سجدہ کرتے ہوئے لاعلمی یا تساہل کی بنا پر ناک کو زمین سے الگ رکھتے ہیں ایسے نمازیوں کو جاننا چاہیئے کہ پیشانی کے ساتھ ناک کو زمین پر رکھنا واجب ہے اس لئے حالت سجدہ میں اس کا اہتمام ہونا چاہیئے۔

سجدے میں کہنیوں کا انداز



حالت سجدہ میں نمازی کو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کہنیوں کو زمین سے اوپر رکھنا چاہیئے ارشاد نبوی ہے:

❁ عَنِ الْبَرَاءِ ﷛ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدْتَ، فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ» (رواه مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اوپر اٹھاؤ۔
(صحیح مسلم:494)

سجدے میں بازوؤں کا انداز

سجدہ کی حالت میں نمازی کو اپنی کہنیاں اور اپنے بازو اپنے پہلو سے ہٹا کر رکھنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں بالکل صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

❁ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطَيْهِ (رواه البخاري)



حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو پہلو سے اس قدر الگ رکھتے کہ ہمیں آپ کی بغلیں دکھائی دیتیں۔
(صحیح بخاری:3564)

فائدہ بعض دفعہ کچھ نمازیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بوقت سجدہ اپنی کہنیوں اور بازوؤں کو اپنے گھٹنوں کے ساتھ لگائے ہوئے اور پسلیوں سے جوڑے

ہوئے ہوتے ہیں جو درست نہیں ہے بلکہ سُنّت رسول یہ ہے کہ نمازی سجدے میں اپنے بازوؤں اور کہنیوں کو پہلوؤں سے ہٹا کر رکھے۔





❁ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ»

(رواه البخاري و مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سجدے میں اعتدال سے رہو اور تم میں سے کوئی شخص اپنا ہاتھ کتے کی طرح زمین پر نہ بچھائے۔ (صحیح بخاری:822- صحیح مسلم:493)

فائدہ سجدہ کرتے وقت چونکہ نمازی کے ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سجدے کی یہی صورت ہے کہ وہ آگے سے جھکے ہوئے اور پیچھے سے اٹھے ہوئے ہوں لیکن بازوؤں کو زمین پر بچھانے کی صورت میں سجدے کی حالت باقی نہیں رہتی نیز رسول اللہ ﷺ نے نماز میں حیوانات سے مشابہت کو ناپسند کیا ہے اور بازوؤں کو زمین پر بچھانے سے کتے کی مشابہت ہوتی ہے اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کے لئے ہے کہ مرد و عورت کے سجدے کی کیفیت میں کوئی فرق کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

سجدے میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا انداز

سجدے میں نمازی کو اپنے ہاتھ کی انگلیاں زمین پر قبلہ رخ لٹا کر اور آپس میں ملا کر رکھنا چاہئے اور پیروں کی انگلیوں کو بھی زمین سے لگا کر قبلہ کی طرف کر لینا چاہئے کہ یہی نبوی طریقہ ہے۔

❁ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ ﷛ عَنْ أَبِيهِ ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ. (رواه الحاكم في المستدرك بسند صحيح)

حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے (ہاتھ) کی انگلیوں کو آپس میں ملا دیتے۔ (المستدرک علی الصحیحین:832)

فائدہ حالت سجدہ میں نمازی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے دونوں ہاتھ کی انگلیاں زمین پر قبلہ رخ ہوں اور آپس میں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں کھلی ہوئی نہ ہوں۔

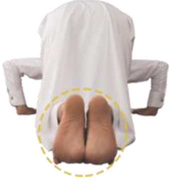
❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ ﷛ (فِيْ وَصْفِ صَلاةِ النَّبِي ﷺ) فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ القِبْلَةَ.



(رواہ البخاری)

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق فرماتے ہیں:

جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو ہاتھوں کو نہ بچھایا نہ ہی (پہلو سے چپکایا) سمیٹا اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا۔ (صحیح بخاری:828)



❁ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ (رواه مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پاکر آپ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے تلوؤں پر جا لگا آپ سجدے میں تھے اور اپنی ایڑیاں کھڑی کر رکھی تھیں۔ (صحیح مسلم:486)

فائدہ بحالت سجدہ نمازی کے لئے (مرد ہو یا عورت) ضروری ہے کہ اپنے پاؤں کھڑے رکھے اور پاؤں کی انگلیوں کو اس طرح زمین پر لگا کر رکھے کہ وہ قبلہ رخ ہوں، پر دیکھا یہ جاتا ہے کہ بعض لوگ سستی یا لاعلمی کی وجہ سے پاؤں کو سیدھا کھڑا رکھنے کی بجائے پیچھے کی طرف بچھا دیتے ہیں جس کہ وجہ سے ایک تو پاؤں کھڑے نہیں رہتے دوسرے پاؤں کو پیچھے کی طرف بچھا دینے سے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ نہیں رہتیں جس سے حالت سجدہ میں پاؤں مسنون طریقے پر قائم نہیں رہ پاتے حالانکہ جسم کے تمام اعضاء کو مسنون انداز میں رکھا جائے تو سجدہ اپنے تمام اعضاء کے ساتھ مسنون طریقے پر ادا ہوتا ہے جو مقصود و مطلوب ہے۔

اسی طرح بعض نمازیوں میں ایک بڑی کوتاہی اور نظر آتی ہے کہ وہ بحالت سجدہ اپنے پیروں کو زمین پر رکھنے کی بجائے اوپر کی طرف اٹھا لیتے ہیں تو ایسے نمازیوں کو باخبر رہنا چاہئے کہ سجدہ کی حالت میں پیر کی انگلیوں کا زمین سے لگا رہنا واجب ہے کسی شرعی عذر کے بغیر پیروں کو اوپر اٹھائے رکھنے سے سجدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ (صحیح بخاری:: 812، اور صحیح مسلم: 1098) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ نے مجھے سات چیزوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے، ان سات چیزوں میں "اطراف القدمین" (انگلیوں) کا بھی ذکر ہے، یعنی انگلیوں کو قبلہ رخ کرکے زمین پر رکھ کر سجدہ کرنا واجب ہے۔

علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری نے (مرعاۃ المفاتیح 3 / 204) میں اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے کہ ساتوں اعضاء کو زمین پر رکھ کر سجدہ کرنا واجب ہے کیونکہ حدیث میں امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہے۔

اس موضوع کے تحت ایک اور بات کی رہنمائی فائدہ مند ہوگی کہ دوران سجدہ عام طور پر دونوں پاؤں کو ایک دوسرے سے الگ رکھا جاتا ہے تاہم پاؤں کی ایڑیاں بحالت سجدہ اگر ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت (صحیح ابن خزیمہ: 654) میں بسند صحیح آئی ہے جس میں بحالت سجدہ پیارے نبی ﷺ کی ایڑیوں کے ملے رہنے کا ثبوت موجود ہے۔

سجدے میں ہتھیلیوں کو رکھنے کی جگہ

سجدہ میں ہتھیلیوں کو اپنے کندھے کے مقابل اور برابری میں زمین پر رکھنا چاہئے جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے:



❁ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ مِنَ الأَرْضِ، وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

(رواہ الترمذی بسند صحیح)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی زمین پر ٹکا دیتے اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔ (سنن ترمذی:270)

فائدہ دوران سجدہ بسا اوقات کچھ نمازیوں سے ایک بے احتیاطی یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ اپنی ہتھیلیوں کو کانوں سے آگے بلکہ بعض لوگ تو اپنے سر سے بھی آگے لے جا کر رکھتے ہیں جو سُنت رسول کی سراسر خلاف ورزی ہے اس لئے نمازیوں کو اس سے بچنا چاہئے اور دوران سجدہ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھنا چاہئے کہ یہی صورت احادیث رسول سے ثابت ہے۔

سجدہ کی دعائیں

(1) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

میرا بلند واعلیٰ رب پاک ہے۔ (صحیح مسلم:772)

(2) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، اے اللہ مجھے بخش دے۔ (صحیح بخاری: 794 - صحیح مسلم:484)

(3) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب نہایت پاک ہے۔ (صحیح مسلم:487)

فائدہ سجدے میں نبی کریم ﷺ سے متعدّد اذکار و تسبیحات اور دعائیں ثابت ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان مذکورہ دعاؤں میں سے کسی ایک کو بھی سجدے میں پڑھ لینا کفایت کر جائے گا۔

سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی کیفیت



دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی کیفیت کچھ اس طرح ہے کہ مصلی پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد اپنے بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد بھی بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے جو حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ﷺ : وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا.

(رواه ابوداؤد بسند صحيح)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر دوسرے سجدہ میں بھی اسی طرح کرتے۔

(سنن ابوداؤد:963)

فائدہ سجدے سے اٹھنا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ارکان نماز میں سے ہے تو جب نمازی پہلے سجدے کے اذکار و تسبیحات سے فارغ ہو جائے تو "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدے سے اپنا سر اٹھائے اور پورے اطمینان سے بیٹھ جائے ، البتہ بیٹھنے کی کیا کیفیت ہونی چاہئے اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے متعدد احادیث وارد ہیں جن میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے طریقہ نماز کی بابت مروی تفصیلی حدیث میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ "آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے، بائیں پاؤں کو موڑ کر اس کے اوپر خوب اچھی طرح بیٹھ جاتے اس طرح کہ جسم کی ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جاتی۔

(سنن ابوداؤد:730، صحیح ابن خزیمہ:677)

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض نمازی اپنا بایاں پاؤں تو بچھاتے ہی ہیں ساتھ میں دایاں

بھی بچھادیتے ہیں اسی طرح کچھ لوگ بایاں پیر بچھانے کی بجائے دایاں پیر بچھادیتے ہیں اور بائیں کو کھڑا رکھتے ہیں جبکہ یہ دونوں باتیں خلاف سُنت ہیں۔

البتہ بعض احادیث میں بائیں پاؤں کو بچھانے اور دائیں کو کھڑا رکھنے والے اس طریقے کے علاوہ ایک دوسرا طریقہ بھی مذکور ہے کہ نمازی دو سجدوں کے درمیان اپنے دونوں پاؤں جوڑ کر کھڑا رکھے اور ان کی ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم نے اس عمل کو سنت رسول بتلایا ہے جیساکہ (صحیح مسلم:536) میں ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھار دونوں سجدوں کے درمیان ایسا بھی کرتے تھے جبکہ آپ ﷺ کا عمومی عمل بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی ہے۔

سجدوں کے درمیان کی دعا

سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا کے جملے کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ متعدد روایات میں آئے ہیں تاہم سنن ابوداؤد کے جملے اس ترتیب سے ہیں:

❁ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي

اے اللہ! مجھے معاف فرمادے اور مجھ پر رحم فرما، عافیت دے، ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ (سنن ابوداؤد:850)

جلسۂ استراحت

پہلی رکعت کے دو سجدے سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے اٹھنے سے پہلے اطمینان سے بیٹھ جانا اسی طرح تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر چوتھی رکعت کے لئے اٹھنے سے پہلے اطمینان سے بیٹھنے کو "جلسۂ استراحت" کہتے ہیں جو نبی ﷺ کی سُنت ہے۔

❁ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِي رضي الله عنه أَنَّهُ «رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا»

(رواه البخاری)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ جب آپ ﷺ پہلی اور تیسری رکعت میں ہوتے تو (دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے) کھڑے ہونے سے پہلے ٹھیک سے بیٹھ جاتے۔

(صحیح بخاری:823)

❁ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِي رضي الله عنه أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي....... وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ، وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ.

(رواه البخاری)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا "جب آپ ﷺ نے دوسرے سجدے سے سر اٹھایا تو بیٹھ گئے اور پھر زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے"

(صحیح بخاری:824)

فائدہ دوسرے سجدے سے جب فارغ ہوجائیں تو دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے بالکل اسی طرح بیٹھ جائیں جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان والے وقفے میں دایاں پاؤں کھڑا رکھ کر اور بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھا جاتا ہے اس بیٹھنے کو "جلسۂ استراحت" کہا جاتا ہے۔

دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اطمینان سے بیٹھ لینے کے بعد جب اٹھنے کا ارادہ کریں تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر انہیں کے بل پر اٹھیں جیسا کہ (صحیح بخاری:824) میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بصراحت اس سُنّت رسول کا ذکر موجود ہے۔

بعض احادیث میں جلسۂ استراحت کے بعد اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھوں کو کیسے ٹیکا جائے اس کا انداز بھی مذکور ہے کہ ہاتھوں کو مٹھی بنا کر اس طرح بند رکھا جائے جس طرح آٹا گوندھتے وقت ہاتھوں کی مٹھیاں بند ہوتی ہیں اور انہیں بند مٹھیوں کے سہارے زمین پر ٹیک لگا کر اٹھا جائے جیسا کہ امام بیہقی نے اپنی (سنن کبریٰ:2/135) میں بسند صحیح اس عمل رسول کا ذکر کیا ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت

پہلے تشہد یعنی دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر بیٹھنے کی کیفیت یہ ہے کہ مصلّی اپنے بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھے اور دائیں پیر کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رخ کرلے جبکہ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو دائیں پیر کے نیچے سے نکال کر سرین کے بل زمین پر بیٹھا جائے اور دائیں پیر کی انگلیوں کو قبلہ رخ کر کے پاؤں کو کھڑا رکھا جائے یہی نبوی سُنّت رہی ہے۔



❁ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رضي الله عنه فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ اليُسْرَى، وَنَصَبَ اليُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ اليُسْرَى، وَنَصَبَ الأُخْرَى وَ قَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. (رواہ البخاری)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھ جاتے اور دائیں پیر کو کھڑا کر دیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پیر دائیں پیر کے نیچے سے باہر نکال دیتے، دائیں پیر کو کھڑا کر دیتے اور سرین کے بل بیٹھ جاتے۔ (صحیح بخاری:828)

❁ عن أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قال :إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ . (رواہ ابوداؤد بسند صحیح)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (آپ ﷺ) اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں پہلو سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ (سنن ابوداؤد: 730)

فائدہ دوسری رکعت سے فارغ ہو کر تشہد کے لئے بیٹھنا واجب ہے کہ یہ نبی ﷺ کا متواتر عمل رہا ہے تشہد اول میں بیٹھنے کی کیفیت یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھا جائے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اسے "افتراش" کہتے ہیں۔

رہا وہ تشہد جس میں سلام پھیرا جاتا ہے خواہ وہ دو رکعت والی نماز کا تشہد ہو (جیسے فجر، جمعہ اور دیگر سنن و نوافل) یا تین اور چار رکعت والی نماز کا تشہد (جیسے مغرب اور عشاء وغیرہ) اس میں بیٹھنے کی کیفیت یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھا جائے اور بائیں پیر کو دائیں کے نیچے سے نکال کر سرین کے بل زمین پر بیٹھا جائے اسے "تورک" کہتے ہیں جس کا ثبوت مذکورہ بالا احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

یہاں اس بات کی تنبیہ فائدہ سے خالی نہیں کہ تشہد میں بیٹھنے کی مذکورہ کیفیت چاہے وہ "افتراش" ہو یا "تورک" دونوں مسنون عمل ہیں واجب اور فرض نہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہر نماز کے سلام سے پہلے والے تشہد میں تورک کیا جائے یا پھر صرف تین اور چار رکعت والی نماز کے آخری تشہد میں تورک ہو؟ یہ محض افضل اور اولیٰ کا اختلاف ہے جائز اور ناجائز کا نہیں، اس لئے اس بابت نہ تو کسی بحث و مناظرہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی پر طعن و تشنیع اور تنقید کی۔

البتہ اس بات کا خیال رہے کہ تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلا تشہد واجب جبکہ دوسرا اور آخری تشہد نماز کا رکن ہے، جس کا مطلب ہے کہ پہلا تشہد جو واجب ہے اگر چھوٹ جائے تو" سجدہ سہو "سے اس کی تلافی ہو جائے گی لیکن دوسرا اور آخری تشہد چھوٹنے پر نماز ہی نہیں ہو گی۔

اس مناسبت سے ایک اور بات کا ذکر ضروری ہے کہ بعض لوگ تشہد کے لئے بیٹھنے کی کیفیت کے بارے میں مرد و عورت کے درمیان فرق مانتے ہیں جبکہ قیام، سجدے، رکوع اور نماز کے دیگر احکام و مسائل میں مرد و عورت کے درمیان فرق کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اسی طرح تشہد کے لئے بیٹھنے کی بابت بھی مرد و زن کے درمیان کوئی فرق صحیح احادیث میں مذکور نہیں۔

البتہ وہ آثار (صحابہ) جنہیں فرق کرنے والے لوگ دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں سب ضَعیف ہیں اس کے برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی

کتاب (التاریخ الصغیر: 95) میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کا ایک اثر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے " إِنَّهَا كَانَتْ تَجْلِس فِي صَلاتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُل وَكَانَت فَقِيْهَة" کہ "وہ (ام درداء رضی اللہ عنہا) نماز میں مردوں کی طرح ہی بیٹھا کرتی تھیں جبکہ وہ ایک فقیہ عورت تھیں" اور اسی اثر کو لیکر امام بخاری رحمہ اللہ نے (صحیح بخاری: 827) کے ضمن میں ایک باب باندھا ہے "وَكَانَت أمّ الدَّردَاء تَجلِسُ فِي صَلَاتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَت فَقِيْهَة"

اس سے واضح ہے کہ حدیث رسول "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّ" (صحیح بخاری: 605) کہ "تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح نماز پڑھتے ہوئے تم نے مجھے دیکھا ہے" کا حکم مرد و عورت دونوں کو شامل ہے اور نماز کے کسی بھی حصہ میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔

تشہد میں دونوں ہاتھوں کی کیفیت

تشہد میں بیٹھتے ہوئے نمازی کو چاہئے کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھ لے اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کی گرہ لگا کر سبّابہ سے اشارہ کرتا رہے یہی طریقہ عمل رسول سے ثابت ہے حدیث ملاحظہ ہو۔

❁ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ.

(رواه مسلم)

حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بائیں گھٹنے کو اپنی بائیں ہتھیلی کے اندر لے لیتے (پکڑ لیتے۔) (صحیح مسلم:579)

❁ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. (رواه مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھ لیتے اور ترپن (53) کی گرہ بناتے اور اپنی سبابہ (شہادت کی) انگلی سے اشارہ کرتے۔

(صحیح مسلم:580)

فائدہ مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ نمازی چاہے تو دوران تشہد اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لے اور چاہے تو گھٹنوں سے تھوڑا پیچھے رانوں پر رکھ لے دونوں ہی طریقے درست ہیں اور دونوں میں نمازی کو اختیار ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بوقت تشہد کہنیاں اور کلائیاں رانوں پر ہوتے ہوئے پہلوؤں کے ساتھ لگی ہوئی ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

❁ **بائیں ہاتھ کی کیفیت:** دوران تشہد بائیں ہاتھ کی کیفیت کے بارے میں پیارے نبی ﷺ کا عمل یہ ملتا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو رانوں یا گھٹنوں پر رکھ کر بچھی اور کھلی رکھتے تھے جیسا کہ (صحیح مسلم: 580) میں صراحت کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور عام طور پر بائیں ہاتھ سے متعلق نمازیوں کا یہی انداز دیکھنے میں آتا ہے جو عمل رسول کے عین مطابق اور درست ہے تاہم دوران تشہد دائیں ہاتھ کے بارے میں کچھ کوتاہیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

❁ **دائیں ہاتھ کی کیفیت:** دائیں ہاتھ سے متعلق اکثر نمازیوں کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے بھی دوران تشہد بائیں ہاتھ کی طرح کھلا اور بچھا رکھتے ہیں حالانکہ حدیث رسول سے اس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ سنت رسول کا تقاضہ یہ ہے کہ تشہد کے لئے بیٹھتے ہی دائیں ہاتھ کو ڈھیلی سی مٹھی کی شکل میں بند کر کے ترپن (۵۳) کی گرہ لگا کر رکھا جائے اور صرف شہادت کی انگلی کو کھلا رکھا جائے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں اس کیفیت کی مکمل وضاحت موجود ہے۔

انگلی سے اشارہ کرنا

تشہد میں بیٹھتے ہی نمازی کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن (53) کی گرہ بنالینا چاہئے اور شہادت کی انگلی کو اٹھا کر اشارہ کرتے رہنا چاہئے اس پر حدیث رسول شاہد ہے۔



❁ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا

(رواه مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے سے ملنے والی دائیں ہاتھ کی انگلی (شہادت کی انگلی) اٹھا کر اس سے دعا کرتے۔ (صحیح مسلم: 580)

❁ عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، (رواہ ابوداؤد بسند صحیح)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے (یعنی 53 کی گرہ بنالیتے) اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے۔

(سنن ابوداؤد:987)

❁ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ» (رواہ النسائی بسند صحیح)

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور سبابہ (دائیں ہاتھ کے شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرتے آپ کی نگاہیں آپ کے اشارے سے آگے نہیں بڑھتی تھیں۔ (سنن نسائی:1275)

فائدہ مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ تشہد کے شروع میں بیٹھتے ہی پیارے نبی ﷺ دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھ کر ترپن (53) کی گرہ بنالیتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے رہتے، یہی اصحاب رسول، محدثین کرام اور ائمہ

اربعہ کا مسلک رہا ہے لیکن اس کے برخلاف بہت سے نمازیوں کی عادت یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ تشہد میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بچھا کر بیٹھے رہتے ہیں اور جب کلمۂ شہادت پر پہنچتے ہیں تو "لا الہ" پر شہادت کی انگلی اٹھاتے اور "الّا اللہ" پر گرا لیتے ہیں جبکہ اس عمل کی سنت رسول میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔

رہی یہ بات کہ انگلی کو ہلانے یا اشارہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟ تو نبی ﷺ نے اس کا واضح جواب دیتے ہوئے فرمایا: "لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ ، يَعْنِي السَّبَّابَةَ" (رواه احمد بسند حسن) کہ "یہ (شہادت کی انگلی) تو شیطان کے لئے لوہے سے بھی زیادہ سخت اور اذیت ناک ہے۔" (مسند احمد: 6108)

گویا فرمان رسول کے مطابق شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے رہنا شیطان کے خطرناک حملوں سے بچنے کے لئے ایک نسخۂ کیمیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح انگلی سے اشارہ کرنے میں صحابہ رسول، محدثین کرام اور ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں اسی طرح اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے سلام پھیرنے تک نمازی کی نگاہ اس اشارہ پر ٹکی رہنی چاہئے کہ یہی سنت رسول ہے جیسا کہ سنن نسائی کی مذکورہ حدیث سے ثابت ہے۔

دعائے تشہد

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اے نبی ﷺ! آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (صحیح بخاری:1202)

فائدہ "التحیات" پڑھتے ہوئے "السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّها النَّبِي" یا "السَّلَامُ عَلَى النَّبِي" کہہ کر آپ ﷺ پر سلام بھیجا جائے؟ یہ سوال بعض لوگوں کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔

تو جاننا چاہیئے کہ وفات رسول کے بعد صحابہ کرام کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا جس پر صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جب نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باحیات تھے تو ہم تشہد میں "السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّها النَّبِي" کہا کرتے تھے کہ "اے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ پر سلامتی ہو" جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رحلت فرما گئے تو ہم آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کرنے کی بجائے غائب کے صیغے سے سلام بھیجتے ہیں اور یہ کہتے ہیں: "السَّلَامُ عَلَى النَّبِي" کہ "نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر سلامتی ہو"۔ (مسند احمد:3935)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد "السَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّها النَّبِي" کہنا واجب نہیں رہا بلکہ "السَّلَامُ عَلَى النَّبِي" بھی کہا جا سکتا ہے۔

البتہ جمہور صحابہ کرام بشمول حضرت عمر بن خطاب، ابن عباس، ابن عمر، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم "السَّلامُ عَلَيْكَ اَيُّها النَّبِي" ہی پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم:403، سنن ابو داؤد:974)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

❁ درود ابراہیمی:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کی آل پر رحمتیں نازل کیں، یقیناً تو بزرگی والا قابل تعریف ہے۔

اے اللہ! محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السَّلام اور ابراہیم علیہ السَّلام کی آل پر برکتیں نازل کیں، یقیناً تو بزرگی والا قابل تعریف ہے۔ (صحیح بخاری:3370)

فائدہ درود ابراہیمی پہلے تشہد میں پڑھا جائے یا صرف اس تشہد میں جس میں سلام پھیرا جاتا ہے؟ نمازیوں کی طرف سے موقع بموقع یہ سوال آیا کرتا ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وارد ایک حدیث میں اس کا جواب موجود ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نو رکعت (وتر) پڑھتے تو ان کے درمیان صرف آٹھویں رکعت پر تشہد کے لئے بیٹھتے "ويحمد الله ويُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ ثُمّ يَنهضْ ولَا يُسَلِّمُ" تو اللہ کی تعریف کرتے نبی پر درود پڑھتے اور پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔ (سنن نسائی:1720)

یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے آپ پر پہلے تشہد میں اسی طرح درود پڑھا جس طرح دوسرے تشہد میں پڑھتے تھے۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں سابق مُفتیِ اعظم سعودی عرب علامہ ابن باز اور علامہ البانی نیز مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف اور پاک و ہند، سعودی عرب اور خلیجی ممالک کے اکثر اہل علم و فضل اس بات کے قائل ہیں کہ پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا چاہئے البتہ پہلے تشہد میں درود کا پڑھنا جائز و مستحب ہے جبکہ دوسرے اور آخری تشہد میں اس کا پڑھنا واجب اور فرض ہے۔

تشہد میں سلام سے پہلے کی دعائیں

❁ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

اے اللہ! یقینا میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور تیرے علاوہ کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، اپنے پاس سے مجھے بخشش عنایت فرما اور مجھ پر رحم فرما، یقینا تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری:834 - صحیح مسلم:2705)

❁ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری:832 - صحیح مسلم:589)

فائدہ تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ کچھ اور ماثور دعائیں بھی نبی ﷺ سے ثابت ہیں جن کا پڑھنا جائز و مستحب ہے، جیسا کہ (صحیح مسلم:771 اور سنن نسائی:1302) وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سلام پھیرنا

تشہد میں دعاؤں سے فارغ ہو کر سلام پھیرنا ارکان نماز میں سے ہے حدیث رسول ملاحظہ ہو:

❁ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» (رواه ابوداؤد بسند صحيح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں پھر بائیں جانب سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے گال کی سفیدی نظر آتی۔ (سلام کے الفاظ ہوتے) «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» (سنن ابوداؤد:996)

فائدہ تشہد میں "التحیات، درود ابراہیمی اور دعاؤں" سے فارغ ہو کر سلام پھیرا جاتا ہے جو ارکان نماز میں سے ہے، سلام پھیرنے کی کیفیت کچھ اس طرح ہے کہ پہلے دائیں جانب چہرہ پھیرتے ہوئے کہیں " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ "اور پھر بائیں جانب چہرہ پھیریں اور کہیں " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ "۔ بعض دیگر احادیث کی روشنی میں دونوں طرف سلام

پھیرتے ہوئے " السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُه" کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ (سنن ابو داؤد:997)

رہی یہ بات کہ سلام کرتے ہوئے چہرہ کس حد تک پھیرا جائے تو (سنن ابو داؤد:996) کے مطابق پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس حد تک چہرہ پھیرتے کہ آپ کے مقتدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آجاتی۔

امام کی پیروی کا حکم

باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے مقتدیوں کو دوران نماز اپنا ہر کام امام کے بعد کرنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث کا مدلول بالکل واضح ہے۔

❁ عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُولُ قَالَ رسول الله ﷺ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا.
(رواه البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام تو اقتدا کے لئے بنایا گیا ہے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی رکوع سے سر اٹھاؤ۔
(صحیح بخاری:805)

فائدہ امام کی پیروی کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی ارکان نماز کو نہ امام سے پہلے انجام دے اور نہ امام کے ساتھ بلکہ مقتدی کو ہر کام اس وقت کرنا چاہئے جب امام کر چکے کہ یہی حکم رسول کا تقاضہ ہے جیسا کہ (صحیح مسلم:426) میں ارشاد رسول ہے: "أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي إِمَامُكُمْ، فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ" لوگو! میں تمہارا امام ہوں، دیکھو رکوع و سجود اور قیام و سلام مجھ سے پہلے نہ کیا کرو۔۔۔

امام سے پہل کرنے پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا کی وعید بھی سنائی ہے کہ "اللہ امام سے پہل کرنے والے کے چہرے کو کہیں گدھے کا چہرہ نہ بنا دے۔ (صحیح مسلم:427)

سجدہ سہو

نماز کو پوری توجہ سے ادا کرنا اور ادھر ادھر کے خیالات سے بچنا فضیلت و اجر کا باعث ہے لیکن اس کے باوجود انسان سے سہو (بھول چوک) ممکن ہے۔ تو اگر نمازی سے بھول چوک ہوجائے اور وہ بھول بھی ایسی ہو کہ نماز کا کوئی رکن (جیسے تکبیر تحریمہ، قیام، رکوع اور سجود) نہ چھوٹا ہو کہ ارکان کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی تو دیگر امور میں بھول چوک ہوجانے پر اس کے ازالے کے لئے نماز کے آخر میں سلام سے پہلے یا بعد میں دو سجدے کئے جاتے ہیں جنہیں "سجدہ سہو" کہا جاتا ہے۔

❁ **سجدہ سہو کے اہم اسباب:**

❁ **نماز میں کسی قسم کا اضافہ ہو جائے:**

جیسے پیارے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز بھول کر چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھادی تو آپ ﷺ نے سجدہ سہو کیا۔ (صحیح بخاری:1226)

❁ **دوران نماز کسی قسم کی کمی ہو جائے:**

جیسے پیارے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ظہر کی چار رکعات کی بجائے دو پر سلام پھیر دیا تو آپ ﷺ نے دو اور پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کیا۔

(صحیح بخاری:1227)

❁ نماز میں شک وشبہ پڑ جائے:

جیسے پیارے نبی ﷺ ایک دن ظہر کی نماز پڑھاتے ہوئے تشہد اول میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے نماز پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو کیا۔ (صحیح بخاری:1225)

❁ سجدہ سہو کا طریقہ:

پیارے نبی ﷺ سے بھول چوک پر سجدہ سہو دو طرح سے ثابت ہے:

1۔ سلام پھیرنے سے پہلے

❁ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ. (رواه البخاری)

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں کسی نماز کی دو رکعتیں پڑھا کر (درمیانے تشہد کے لیے) بیٹھے بغیر ہی کھڑے ہو گئے، لوگ بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے جب آپ اپنی نماز پوری کرنے کے قریب تھے تو ہم آپ کے سلام کا انتظار کرنے لگے لیکن آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے "اللہ اکبر" کہا اور بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری:1224)

2۔ سلام پھیرنے کے بعد

❁ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: لاَ أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَدَثَ فِي الصَّلاَةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ»، قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ. (رواه البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ راوی حدیث ابراہیم نخعی کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ آپ نے نماز میں اضافہ کر دیا تھا یا کچھ کمی کر دی تھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اصل بات کیا ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: آپ نے اس طرح نماز پڑھی ہے یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں پاؤں موڑے اور قبلہ رو ہو کر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری: 401)

فائدہ مذکورہ حدیثوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ سہو کبھی سلام پھیرنے سے پہلے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد کیا ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے (مرعاۃ المفاتیح: 32/3) میں اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ نمازی کو اختیار ہے سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کر لے یا بعد میں اور اس کے جواز پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

❁ سجدہ سہو کی تسبیحات:

سہو کے دونوں سجدوں میں بھی عام نماز کے سجدوں کی طرح "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى" ہی پڑھنا ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے: "اِجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ" اس تسبیح کو سجدوں میں پڑھا کرو۔ (المحلی لابن حزم:2/4/170)



مرکز ”ندوۃ الصفۃ“ کا مختصر تعارف

مرکز میں جاری سرگرمیاں

1۔ كلية الحسنات للبنات : اس کلیہ کے قیام کا مقصد مُسلم بچیوں کو اسلامیات کا مرحلہ وار مقررہ نصاب پڑھا کر اسلامی اقدار کا حامل بنانا ہے تاکہ وہ عالمہ، فاضلہ بن کر اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے ساتھ قوم و ملت کے لئے بھی سود مند ثابت ہوں اور اپنے اساتذہ، معلّمات اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ بن سکیں۔

2۔ منار انگلش اسکول: قوم و ملت کے نونہال بچے اور بچیوں کو اسلامی ماحول میں عصری تعلیم سے آراستہ کرنے اور انہیں بے دینی و بے غیرتی کی وباء سے بچا کر اسلامی اخلاق و آداب سے آراستہ کرنے کی طرف ”منار انگلش اسکول“ ایک چھوٹا سا قدم ہے۔

3۔ دورہ شرعیہ: دور حاضر میں اعلی تعلیم کی طرف مائل نوجوانوں اسی طرح ملازمین، متخصصین اور تجارت پیشہ افراد کو صحیح عقیدہ و عمل کی روشن راہ پر گامزن کرنے کے لئے قرآن و حدیث، عقیدہ و فقہ اور سیرت نبوی پر مشتمل ایک جامع ”شرعی ڈپلومہ کورس“ بنام ”دورہ شرعیہ“ کرایا جاتا ہے۔

4۔ ہفتہ واری اجتماع: عصر حاضر کے پر فتن ماحول میں انسانیت کے مردہ ضمیر کو جگانے، الحاد و بے دینی کی آندھیوں سے غبار آلود ایمان کو جلا بخشنے، شبہات سے لبریز دلوں کو روحانی غذا فراہم کرنے کے لئے ہفتہ واری دینی وتربیتی اجتماع خواتین کے لئے منعقد کیا جاتا ہے۔

5۔ خطبات جمعہ کی ترتیب و تنسیق: ضلع سدھارتھ نگر یوپی کے تقریبا پچیس (25) قصبوں اور دیہاتوں میں دینی ضرورت کے پیش نظر جمعہ و جماعت قائم کرنے کے لئے پچیس (25) عُلماء کرام کو ہر ہفتے بھیجا جاتا ہے تاکہ وقت اور حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے خطبۂ جمعہ کے ذریعہ عوام الناس کو شریعت کی روشنی میں رہنمائی مل سکے۔

6۔ بیوہ اور ضرورت مندوں میں راشن کی تقسیم: مرکز "ندوۃ الصفۃ" گونڈی کے قرب و جوار کی آبادیوں میں موجود بیوہ عورتوں اور ضرورت مند افراد کے لئے مرکز کی طرف سے راشن کِٹ کی تقسیم کا نظم کیا گیا ہے۔

7۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ دعوت: دور حاضر میں سوشل میڈیا دعوت و اصلاح کا ایک اہم پلیٹ فارم ہے جس کا استعمال وقت کی ضرورت ہے اسی لئے روزانہ قرآن یا حدیث پر مشتمل ایک پیغام عوام الناس تک پہنچایا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً عُلماء کے دروس اور مختصر ویڈیو کلپ بھی نشر کئے جاتے ہیں۔

8۔ صلاۃ تراویح کا نظم: الحمد للہ، رمضان میں خواتین کے لئے صلاۃ تراویح اور درس کا نظم کیا گیا ہے جو باضابطہ جاری ہے۔

9۔ سیوا کلینک: گوونڈی ممبئی جیسے اقتصادی طور پر پسماندہ علاقہ میں سیوا کلینک کا قیام وقت کی ایک اہم ضرورت تھی تاکہ غریب عوام کو معمولی فیس میں بہتر طبی سہولیات فراہم کی جاسکیں چنانچہ کلینک کے لئے جگہ کرایہ پر لے کر اکتوبر 2022 سے طبی خدمات جاری وساری ہیں، والحمد للہ

10۔ سوشل کاؤنسلنگ: بڑھتے ہوئے سماجی مسائل، ٹینشن، ڈپریشن اور شادی شدہ جوڑے میں بڑھتا ہوا تناؤ اسی طرح خلع، طلاق اور وراثت وغیرہ کے مسائل میں صحیح اسلامی رہنمائی کے لئے عُلماء مرکز صلاۃ عصر سے صلاۃ مغرب کے درمیان عوام کی رہنمائی کے لئے بیٹھتے ہیں۔

مستقبل کے عزائم

- کلیۃ الحسنات کے لئے مستقل جگہ کی فراہمی اور بلڈنگ کی تعمیر
- منار انگلش اسکول کے لئے مستقل جگہ کی فراہمی اور بلڈنگ کی تعمیر
- طلبہ وطالبات کے لئے جونیئر کالج کے مستقل علیحدہ کیمپس کا قیام
- طلبہ وطالبات کے لئے شعبۂ تحفیظ کا قیام
- عوام الناس کے لئے ہاسپٹل کا قیام
- طلبہ کے UPSC امتحان کی تیاری کے لئے کوچنگ سینٹر کا قیام

کچھ مؤلف کے بارے میں

نام	:	شمیم احمد عبد الحکیم فوزی سنابلی مدنی
پیدائش	:	1978ء
آبائی وطن	:	بیتنار، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا
ابتدائی تعلیم	:	مکتب اسلامیہ، بیتنار، سدھارتھ نگر
سند عالمیت	:	جامعہ سراج العلوم، کنڈؤ بونڈیہار، یوپی، انڈیا
سند فضیلت	:	جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی، انڈیا
بکالوریوس	:	(B.A) جامعہ اسلامیہ، مدینہ طیبہ، سعودی عرب
ماجستیر	:	(M.A) ممبئی یونیورسٹی، مہاراشٹرا، انڈیا
میدان عمل	:	دعوت و تبلیغ، خطابت و تدریس
چیرمین	:	صفہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ایسوسی ایشن، ٹرسٹ، انڈیا
صدر	:	مرکز ندوۃ الصفۃ التعلمیۃ الخیریۃ، ممبئی، انڈیا
ڈائریکٹر	:	منار انگلش اسکول، گوونڈی، ممبئی، انڈیا
مؤسس	:	کلیۃ الحسنات للبنات، گوونڈی، ممبئی، انڈیا
محاضر	:	آئی پلس ٹی وی اور دیگر اسلامی ٹی وی چینلس

اپیل

مرکز "ندوۃ الصفۃ" ایک تعلیمی، دعوتی اور رفاہی ادارہ ہے، اس ادارے کا مشن نئی نسل کی صحیح تعلیم و تربیت، دین و منہج کا صحیح تعارف، عوام میں دعوت و اصلاح اور رفاہی سرگرمیوں کے ذریعہ انسانیت کی خدمت ہے۔

الحمدللہ ! ان عظیم اور اعلی مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ ادارہ بتوفیق الٰہی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

لہذا تمام جماعتی احباب و اخوان اور ہمدردان قوم و ملت سے اپیل ہے کہ آپ اپنی زکوۃ، صدقات اور عطیات سے اس ادارے کا بھرپور تعاون کریں تاکہ ادارہ اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیتا رہے۔

اللہ تعالی ہم سب کی کوششوں اور نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا (سورۃ ہود: ۱۱۵)

A/C NAME	Suffa Educational & Welfare Association	
BANK	ICICI BANK	INDIAN BANK
A/C NO.	120205000943	50475238894
BRANCH	Kurla West	Kurla East
IFSC CODE	ICIC0001202	IDIB000K844

SCAN TO PAY





Room No. 315 Road No.12, Shastri Nagar, Opp.New Bus Depot.
Baiganwadi Govandi, Mumbai-400043